ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

26

6 تا 12 رجب المرجب 1430ھ / 30 جون تا 6 جولائی 2009ء

اس شمارے میں

فتح صرف فتح

حیدر آباد میں امیر تنظیم اسلامی کا خطاب

یہود و نصاریٰ سے دوستی کی ممانعت

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

قوم کب جاگے گی؟

عوامِ اہلسنت سے اپیل

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی یاد میں تعزیتی ریفرنس

اندلس کے مجاہد اعظم کی پکار

صدر اوباما اور حملہ آور مکھی

جیت کس کی ہوگی؟......

فطرت کا انتقام

انسان نے اللہ کو چھوڑ کر سینکڑوں الٰہ بنائے۔ اس نے دولت کو معبود بنایا، ہوائے نفس کو خدا سمجھا، مادہ کو الٰہ بنایا، اس نے اپنے قانون سازوں کو الٰہ بنایا جنھوں نے اللہ کے بندوں کو اپنا بندہ بنا لیا۔ انسان نے ان تمام دیوتاؤں کی پرستش کی تاکہ وہ اللہ سے اور اللہ کی عبادت سے بھاگ سکے!

انسان کو اپنی تمام حرکات کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور یہ ناگزیر تھا کہ ''فطرت کا انتقام'' اس پر ٹوٹ پڑے اور انسان کو ندائے فطرت کی مخالفت پر رسوا کن اور تباہ کن تاوان دینے پر مجبور کر دے۔ انسانیت نے فطرت کی خلاف ورزی پر اپنی زندگی کے ہر پہلو پر تاوان دیا اور جو قومیں مادی ترقی کے بام عروج تک پہنچ چکی ہیں، ان کے لئے نسل کی خطرہ بنی ہوئی ہے۔ انسانی خصوصیات میں کمی انہیں بربریت کی طرف لے جا رہی ہے اور عقلی معیار میں کمی اس سائنس کے لئے خطرہ بنی ہوئی ہے، جس پر تہذیب جدید کی بنیاد ہے، اور جو بالآخر اس تہذیب کے زوال کا سبب بن جائے گی۔

انسان کی حیوانیت، مادیت اور سلبیت پر اصرار اور اس کی شہوتوں اور خواہشوں کے بے قید چھوڑ دینے کے نتائج اباحیت، لاپروائی اور سلبیت کے نتیجہ میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ انسان آمریتوں کے سامنے سرنگوں ہو کر اس پر رضامند ہو گیا ہے کہ جانوروں کے گلے کی طرح زندگی گزارے اور سوائے جنسی ملاپ اور کھانے پینے کے کوئی مقصد نہ ہو۔ جس کے نتیجہ میں آج ہر طرف بے راہ روی، قلق و پریشانی، حیرت و اضطراب، عدم سکون اور لوگوں کے اعصاب پر ناقابل برداشت دباؤ ہے، جس سے لوگ مر جاتے اور ان کے دماغ کی رگیں پھٹ جاتی ہیں، وہ پاگل اور مجنوں ہو جاتے ہیں، جیسے انہیں جن بھوت لپٹ گئے ہوں، حالانکہ یہ سب کچھ کیا دھرا ان کا اپنا ہے، اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی تنبیہ گوش دل سے نہ سننے کا نتیجہ ہے۔

[illegible] 211

سید قطب شہیدؒ

سورۃ الاعراف

(آیت 149-151)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ڮ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ڮ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝﴾

”اور جب وہ نادم ہوئے اور دیکھا کہ گمراہ ہو گئے ہیں تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہیں کرے گا اور ہم کو معاف نہیں فرمائے گا تو ہم برباد ہو جائیں گے اور جب موسیٰؑ اپنی قوم میں نہایت غصے اور افسوس کی حالت میں واپس آئے تو کہنے لگے کہ تم نے میرے بعد بہت ہی بداطواری کی۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کا حکم (یعنی میرا اپنے پاس آنا) جلد چاہا (یہ کہا) اور (شدت غضب سے تورات کی) تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر (کے بالوں) کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔ اُنہوں نے کہا کہ بھائی جان، لوگ تو مجھے کمزور سمجھتے تھے اور قریب تھا کہ قتل کر دیں۔ تو ایسا کام نہ کیجئے کہ دشمن مجھ پر ہنسیں اور مجھے ظالم لوگوں میں مت ملایئے۔ تب اُنہوں نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر۔ تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔“

حضرت موسیٰؑ کی عدم موجودگی میں سامری نے بچھڑا بنایا تو اس واقعے سے قوم تین حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ قوم کا ایک بڑا حصہ اس گناہ سے الگ رہا۔ دوسرا حصہ وہ تھا جو کچھ دیر کے لئے اس گناہ میں شریک ہوا لیکن بعد میں فوراً ہوش میں آ گیا۔ تیسرا حصہ حضرت موسیٰؑ کی واپسی تک اس گناہ پر اڑا رہا۔ یہاں اس درمیانی طبقہ کا ذکر ہو رہا ہے کہ جب انہیں خیال آیا کہ یہ ہم نے کیا کیا، ہم تو گمراہ ہو گئے۔ یہ سوچا تو اُن کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ کہنے لگے، اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہ فرمایا اور اگر ہمیں بخش نہ دیا تو ہم بہت خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

جب موسیٰؑ کوہ طور سے واپس اپنی قوم کی طرف لوٹے تو نہایت غضبناک تھے۔ کچھ تو اُن کا مزاج جلالی تھا، دوسرا، قوم کو اتنی بڑی گمراہی میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کوہ طور پر ہی بتا دیا تھا کہ تمہاری قوم پیچھے فتنہ میں پڑ کر گمراہ ہو چکی ہے۔ چنانچہ اسی غصے کے عالم میں کہا تم نے میرے بعد میری بہت بُری نیابت کی۔ (موسیٰؑ کا یہ خطاب پوری قوم کو بھی ہو سکتا ہے اور صرف ہارونؑ کو بھی ہو سکتا ہے۔) پھر کہا، تم نے اپنے رب کے معاملے میں جلدی کی؟ اگر سامری نے کچھ بنا ہی دیا تھا تو انتظار کرتے کہ میں آ کر اُس کے شعبدے کی حقیقت بتاتا۔ انہوں نے تورات والی تختیاں جو وہ لے کر آئے تھے، ایک طرف ڈال دیں اور غضبناک ہو کر اپنے بھائی ہارونؑ کے سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچے۔ گویا انہیں کہا کہ میں تمہیں اپنے پیچھے نائب بنا کر گیا تھا، تو تم نے یہ کیا کیا۔ حضرت ہارونؑ نے کہا، اے میرے ماں جائے! قوم نے مجھے دبا لیا، اور مجھے بے بس کر دیا۔ وہ تو میرے قتل پر آمادہ ہو گئے تھے۔ میں نے ہر چند انہیں بچھڑے کی پرستش سے منع کیا، مگر وہ کسی طرح باز نہ آئے۔ تو اے بھائی دیکھئے، اب دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دیجئے۔ آپؑ مجھے ان ظالموں کے ساتھ شامل نہ کر دیجئے۔ میں اُن کا ساتھی نہیں ہوں، نہ میں نے ان کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔ میں تو انہیں شرک سے منع کرتا رہا ہوں۔

اب حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اے میرے پروردگار مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے، اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما۔ اور تو یقیناً رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کرنا

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ ﷛ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِیْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) (رواہ الترمذی)

سیدنا ابودرداءؓ سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ”جس شخص نے اپنے بھائی کی (اس کی غیر موجودگی میں) عزت کا دفاع کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ کو دور کر دیں گے۔“

ادا ریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتح صرف فتح

شہاب الدین غوری کو تراوڑی کی جنگ میں شکست ہوئی اور اُسے میدانِ جنگ سے پسپا ہونا پڑا۔ اگلے سال پھر حملہ کیا اور فتح مند ہوا۔ اس ایک سال میں وہ چارپائی پر نہ سویا۔ اس نے پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا۔ وہ ہر کل بے چین رہا۔ یہ بے چینی کیسی تھی؟ درحقیقت ناقابلِ شکست اور ناقابلِ تسخیر ذہنیت تھی۔ شہاب الدین کو ایک میدان سے پسپائی ہوئی ہے شکست نہیں ہوئی۔ ذہن شکست خوردہ نہ ہو تو پسپائی چڑھائی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ کنگ رچرڈ کو ایک چیونٹی نے جہدِ مسلسل کا درس دیا۔ شکست قبول نہ کرنے والے ذہن نے بات کو پلے باندھ لیا۔ آج عالم اسلام کا المیہ کیا ہے؟ وہ شکست، کمتری بلکہ غلامی کو ذہنی اور قلبی طور پر تسلیم کر چکا ہے۔ وہ اسے اپنا مقدر اور قسمت کا لکھا ہوا جان رہا ہے۔ وہ مغلوبیت میں عافیت سمجھ بیٹھا ہے۔ وہ تسلسلِ زندگی کو غنیمت جان رہا ہے۔ اہلِ پاکستان کا معاملہ اضافی بھی ہے۔ ہم خیرات کے ٹکڑوں کو آقا کی عنایت اور فراخ دلی سے تعبیر کر رہے ہیں۔

یہ مرض کیوں اور کیسے لاحق ہوا؟ اس کا کون ذمہ دار ہے؟ سچ پوچھئے، تو امتِ مسلمہ کا ہر فرد کسی نہ کسی درجہ میں اس کا ذمہ دار ہے۔ لیکن ہمارے دو طبقات بڑے اور اصل مجرم ہیں۔ ایک حکمران یا ایلیٹ طبقہ اور دوسرے فکری اور نظریاتی رہنمائی کرنے والے دانشور۔ انہوں نے نہ صرف خود شکست کو مکمل طور پر تسلیم کیا اور راضی برضائے مغرب رہنا قبول کیا بلکہ قوم کو بھی اسی کا درس دیا۔ ان دو میں سے بھی دانشور اولین اور بڑے مجرم ہیں۔ اس لئے کہ حکمرانوں نے حصولِ مقصد کیلئے یعنی شکست کو قوم کے ذہن و قلب میں اتارنے کے لئے ڈنڈا بھی استعمال کیا جو اتنا مفید نہیں رہتا پھر یہ کہ عوام کو احساس ہوتا ہے کہ حکمران سارے حربے اپنے اقتدار کو قائم رکھنے اور اپنی عیش و عشرت کو جاری و ساری رکھنے کے لئے اختیار کرتے ہیں البتہ دانشور بڑی نرمی سے اور حکمت سے ٹھنڈے میٹھے لیکچروں اور تحریروں سے ذہن سازی کرتا رہتا ہے۔ آج کا دور تو ہے ہی میڈیا کا دور۔ خود حکمران میڈیا سے بدکتے ہیں۔ جب میڈیا یہ سبق سکھاتا ہے کہ ٹیکنالوجی کا جو فرق آچکا ہے، وہ ناقابلِ عبور ہے۔ جو آئی کیو لیول اہل مغرب کا ہے وہ اہل مشرق کا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ خلیج پاٹ لینا ممکن ہی نہیں۔

ہم ہرگز ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ زمینی حقائق کو نظر انداز کر دینا چاہیے یا پدرم سلطان بود کے چکر میں رہیں یا تصوراتی دنیا میں کھو کر شیخ چلی کا پاٹ ادا کریں۔ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ انتہائی مشکل اور ناممکن میں فرق ہے۔ سوال عزم اور جدوجہد کا ہے۔ سوال لفظِ شکست کو اپنی ڈکشنری سے نکال دینے کا ہے۔ سوال ہمت مرداں مددِ خدا کا ہے۔ سوال موت یا فتح کا ہے۔ ہم انگریزی کے اس محاورے کو بالکل درست سمجھتے ہیں کہ There is always a room at the top یہ کُلیہ یوں تو اللہ رب العزت کی کُل مخلوق کے لئے ہے لیکن اللہ نے اپنے آخری پیغام اور اپنے آخری پیغمبر کے ذریعے مسلمانوں کی اس طرف خصوصی رہنمائی فرمائی ہے۔ سورۃ البلد آیت نمبر 4 میں فرمایا: (ترجمہ) ”ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا۔“ یعنی سب سے پہلے انسان کو یہ ذہن نشین کرایا گیا کہ زندگی پھولوں کی سیج نہیں، کانٹوں کا بستر ہے۔ پھر سورۃ الزمر کی آیت نمبر 53 کا جز ہے: (ترجمہ) ”اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو“ یعنی راہِ حق میں تم جو بھی جدوجہد کرو گے اس میں عارضی ناکامی سے یہ تصور کر لینا صحیح نہیں کہ کامیابی ممکن نہیں، جدوجہد جاری رکھو، اللہ اپنی رحمت سے تمہیں کامیابی سے ہمکنار کرے گا۔ پھر سورۃ یوسف کی آیت نمبر 87 سے یہ واضح مفہوم سامنے آتا ہے کہ مایوسی کفر ہے۔ یعنی مسلمان راہِ حق میں شکست کو کبھی تسلیم نہیں کرے گا، وقتی پسپائی بالکل الگ بات ہے۔ ہر پسپائی اُسے مزید چڑھائی کیلئے جواز فراہم کرے گی۔ مسلمان کا ذہن یہ ہونا چاہیے کہ فتح کے سوا کوئی آپشن نہیں۔ ساحلِ زندگی پر اترتے ہی اُسے کشتیاں جلا دینی ہیں۔ اسلام میں خودکشی کو حرام موت قرار دے کر شکست کے تمام دروازے مکمل طور پر بند کر دیئے گئے۔ خودکشی کیا ہے یعنی شکست کا تسلیم کرنا جو اسلام کو کسی صورت اور کسی درجہ میں قبول نہیں۔ محبوبِ ربانی کی امت ہونے کے باوجود ہم آج (باقی صفحہ 11 پر)

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 18 — 6 تا 12 رجب المرجب 1430ھ — 30 جون تا 6 جولائی 2009ء — شمارہ 26

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیرِ مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔ 54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-5869501
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 300 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

حیدرآباد سندھ میں
نفاذِ شریعت کیا؟ کیوں اور کیسے؟ کے موضوع پر
امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید کا خطاب عام

مرتب: علی اصغر عباسی

شریعت کیا؟ کیوں؟ اور کیسے؟ کے موضوع پر دیگر حلقہ جات کی طرح حلقہ سندھ زیریں حیدرآباد میں بھی امیر محترم حافظ عاکف سعید کے خطاب عام کے لئے ایک خصوصی پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ مرکز نے خطاب عام کیلئے 25 مئی 2009 کی تاریخ طے کی۔ اس ہدایت کے موصول ہونے پر حلقہ کے امیر شفیع محمد لاکھو نے مجلس مشاورت حلقہ کا اجلاس طلب کیا۔ رُفقاء کی مشاورت سے امیر محترم کے خطاب کے لئے پریس کلب حیدرآباد میں بکنگ حاصل کی گئی۔ خطاب کی تشہیر کے لئے Cable TV پر سلائیڈ چلانے کا انتظام کیا گیا۔ ہزاروں کی تعداد میں ہینڈ بلز چھپوا کر تقسیم کیے گئے۔ شہر بھر میں گاڑی پر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے Announcement کی گئی۔

امیر محترم حافظ عاکف سعید مقررہ تاریخ پر نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان جناب نسیم الدین کے ہمراہ حیدرآباد تشریف لائے۔ بعد نماز عشاء پروگرام کا آغاز ہوا۔ کراچی و حیدرآباد میں امن وامان کی خراب صورتحال اور ہڑتال کے باوجود رفقاء و احباب نے بہت جوش وخروش سے شرکت کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض نقیب تنظیم لطیف آباد جناب فاروق ناغڑ نے سرانجام دیے۔ اُنہوں نے تلاوت قرآن پاک سے پروگرام کا آغاز کیا۔ تمہیدی طور پر بیان کیا کہ آج کل میڈیا پر شریعت کے حوالہ سے گمراہ کن پروپیگنڈا کیا جارہا ہے۔ جس سے عوام کے ذہنوں میں شریعت کے نفاذ کے حوالہ سے بہت سی غلط فہمیاں جنم لے رہی ہیں۔ لہٰذا ان حالات کے پیشِ نظر یہ سیمینار منعقد کیا گیا ہے۔ اس کے بعد حلقہ کے ناظم تربیت محمد دین میو کو دعوت دی کہ وہ اسٹیج پر آکر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اُنہوں نے قرآنی آیات کے حوالہ سے بتایا کہ اگر لوگ شریعت نافذ کرنے کی جدوجہد کر کے اللہ کے دین کو دنیا کے تمام نظاموں پر غالب کریں تو اللہ کے رزق کے دروازے اُن پر چہار سُو کھل جائیں گے۔ انہوں نے سامعین کو اُن کی دینی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا، اور تمام گوشہ ہائے زندگی میں شریعت کو نافذ کرنے کی جدوجہد کی ترغیب دی۔

اس کے بعد امیر حلقہ سندھ زیریں حیدرآباد شفیع محمد لاکھو کو دعوت دی گئی۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان حاصل کرنے کا مقصد ایک ایسے خطۂ ارضی کا حصول تھا جہاں ہم دینِ اسلام کو اس کی اصل روح کے مطابق نافذ کر کے اُس کے ثمرات بطور رول ماڈل دنیا کو دکھا سکتے۔ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہوسکا۔ موجودہ حالات میں حق بات کو توڑ مروڑ کر شریعت کی مسخ شدہ تصویر میڈیا کے ذریعہ عوام الناس کے سامنے پیش کی جارہی ہے، جس کا مقصد عام آدمی کو اللہ کے دین سے متنفر کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ شریعت کے نفاذ سے مُراد تو ایک ایسے پُرامن عادلانہ معاشرہ کا قیام ہے جس میں تمام شہریوں کے بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ ہو خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ معاشرہ کے ہر فرد کو فوری اور سستا انصاف میسر ہو خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔ دنیا اور آخرت میں حقیقی کامیابی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ سب سے پہلے ہم شریعت کو اپنے اوپر لاگو کریں، اللہ کی بندگی اختیار کریں، اور پھر دین کے غلبہ و قیام کے لئے اجتماعی جدوجہد کریں۔

آخر میں امیر محترم حافظ عاکف سعید سے خطاب کی درخواست کی گئی۔ اُنہوں نے سورۃ مائدہ کی آیات کی روشنی میں بتایا کہ جو کوئی حُکم (فیصلہ) نہ کرے اُس چیز کے مطابق جو نازل کی اللہ نے تو وہی لوگ کافر ہیں، ظالم ہیں، فاسق ہیں۔ آج نفاذِ شریعت کے حوالے سے عوام کے ذہنوں میں مختلف سوالات پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ اصلی شریعت کیا ہے؟ کیا یہ نافذ کی جانی چاہیے؟ اگر کی جائے تو کیسے؟ اور اگر نافذ ہوگی تو کون سی؟ گویا عوام کو ایک ذہنی خلجان میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ اس کا جواب قیام پاکستان کے بعد تمام مکاتبِ فکر کے علماء نے 22 متفقہ دستوری نکات کی صورت میں دے دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں نفاذِ شریعت آپشنل نہیں، اولین ترجیح ہونی چاہیے۔ شریعت اُس عادلانہ نظام کا نام ہے جس کی تلاش میں آج پوری دنیا بھٹک رہی ہے۔ طالبان کے دور میں افغانستان میں جرائم کے خاتمے، کامل امن وامان اور فوری عدل وانصاف کی فراہمی کی صورت میں اسلام کے عادلانہ نظام کی برکات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ شیطانی تہذیب کے رکھوالوں نے نائن الیون کا ڈرامہ اسی لیے رچایا تا کہ اسلامی نظام کی برکات دنیا پر ظاہر نہ ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کی قید میں رہنے والی انگریز خاتون صحافی ایوان ریڈلی نے اسلام قبول کر کے ان کے تہذیب یافتہ ہونے کی گواہی دی، لیکن طالبان پھر بھی اجڈ اور گنوار ہیں جبکہ انسانی حقوق کے چیمپئن ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے ساتھ غیر انسانی سلوک کے باوجود مہذب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں بحیثیت مسلمان شریعت کو اپنا قانون مان کر پورے ملک میں نافذ کرنا چاہیے۔ اسلامی نظام پوری انسانیت کے لیے نظام رحمت ہے، جس کے نتیجے میں درندگی اور جہالت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اسلامی نظام کامل عدل ومساوات کی ضمانت دینے کے ساتھ ہر قسم کے استحصال کی بیخ کنی کرتا ہے۔ اسلامی نظام ہی ہے جو سب کو بلا امتیاز دنیوی اور اُخروی ترقی کے یکساں مواقع فراہم کرتا ہے۔ اس لیے ایک طبقے کا نفاذِ شریعت سے خوفزدہ ہونا بے معنی ہے۔ البتہ ہمیں یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ نفاذِ شریعت کوئی آپشنل مسئلہ نہیں بلکہ ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ اگر ہم اسلامی نظام قائم نہیں کر رہے تو اللہ کے باغی اور مجرم ہیں۔ حافظ عاکف سعید نے کہا کہ پورے ملک میں شریعت نافذ کرنے سے ملک مستحکم ہوگا کیونکہ پاکستانی عوام کو متحد رکھنے والی واحد بنیاد اسلام ہے۔

آخر میں امیر تنظیم اسلامی قاسم آباد نے اللہ کے حضور پُرسوز دُعا کی۔ حاضرین میں شریعت کیا؟ کیوں؟ اور کیسے؟ نامی کتابچہ اور تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کے رابطہ فارم تقسیم کئے گئے۔ جس کے بعد یہ پروگرام رات کے بارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔

یہود و نصاریٰ سے دوستی کی ممانعت

سورۃ المائدہ کی آیات 51 تا 53 کی روشنی میں

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید کے 12 جون 2009ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ المائدہ کی آیات کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! گزشتہ خطاب جمعہ میں، میں نے سورۃ المائدہ کی آیات 48 تا 50 پر گفتگو کی تھی، آج ہمیں آیات 51 تا 53 کا مطالعہ کرنا ہے۔ ان آیات میں اہل ایمان کو یہود و نصاریٰ سے دوستی کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ ﴾

"اے ایمان والو یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔"

اسلامی دعوت کے اولین مخاطب مشرکین عرب تھے، جو بدترین شرک میں مبتلا تھے، اور ان میں اڑھائی ہزار برس تک کوئی نبی نہیں آیا تھا۔ یہود و نصاریٰ کا معاملہ اس کے برعکس تھا۔ بالعموم مسلمانوں کا خیال تھا کہ چونکہ وہ اللہ کو مانتے ہیں، رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، آخرت کا عقیدہ رکھتے ہیں، لہٰذا یہ ہم سے بہت قریب ہیں اور یہ دعوت حق پر ایمان لے آئیں گے اور ہمارے دست و بازو بنیں گے۔ مسلمانوں کو اُن کا ایمان لانا اس لئے بھی قرین قیاس معلوم ہوتا تھا کہ یہود و نصاریٰ کی کتابوں میں نبی آخر الزماں ﷺ کی آمد کے بارے میں پیشین گوئیاں موجود تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر واضح فرما دیا کہ جن سے تم قبول حق کی اُمید لگائے بیٹھے ہو، یہ ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔ اُن کا اسلام قبول کرنا تو درکنار، وہ تو تمہیں بھی اسلام سے پھیر دینا چاہتے ہیں، بسبب اُس حسد اور بغض کے جو ان کے دلوں میں موجود ہے۔ سورۃ البقرہ آیت 109 میں فرمایا: "بہت سے اہل کتاب اپنے دل کی جلن سے چاہتے ہیں کہ ایمان لا چکنے کے بعد تم کو پھر کافر بنا دیں حالانکہ اُن پر حق ظاہر ہو چکا ہے۔ تو تم معاف کر دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا (دوسرا) حکم بھیجے۔ بیشک اللہ ہر بات پر قادر ہے۔" اور یہ بھی یاد رکھئے کہ "یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک اُن کی ملت کی پیروی نہ کرنے لگو۔" (البقرہ:120)

اگرچہ یہ تمہارے قریب ہیں کہ جس طرح تمہیں قرآن دیا گیا ہے، اِس سے پہلے انہیں بھی تورات اور انجیل دی گئی تھی، لیکن یہ تعصب میں مبتلا ہیں اور اس حسد کی بنا پر کہ نبوت و رسالت کا منصب جو قبل ازیں بنی اسرائیل میں چلا آتا تھا، اب بنی اسمٰعیل کو کیوں دے دیا گیا، یہ لوگ دعوت حق کے دشمن بن گئے ہیں۔ ان سے راہ حق پر آنے کی توقع نہ رکھنا، ان سے دوستی کے رشتے استوار نہ کرنا، انہیں اپنے ولی نہ بنانا، ان پر اعتماد اور بھروسہ نہ کرنا۔ یہ اسلام دشمنی کی بنا پر ہر وقت اسلام کا راستہ روکنے کی کوشش کریں گے۔۔۔ یاد رہے کہ وہ کفار جو اسلام دشمنی کا کھلم کھلا مظاہرہ نہ کریں، انسانی رشتے کی بنا پر اُن سے مروت، حسن سلوک اور رواداری کا معاملہ کیا جا سکتا ہے، تاہم جو کھلی دشمنی پر آمادہ ہوں، اُن کے ساتھ اِن چیزوں کی اجازت نہیں۔ رہی بات کفار کے ساتھ موالات، دوستی اور قلبی تعلق کی تو یہ کسی بھی صورت میں ایک مسلمان کے لئے جائز نہیں۔ اُسے ہر صورت میں اُن کی دوستی سے احتراز کرنا ہے۔

> ایک مسلمان کسی صورت میں بھی یہود و نصاریٰ کا ولی اور دوست نہیں ہو سکتا۔ اُس کی دوستی تو صرف اللہ اور رسول اللہ اور اہل ایمان کے ساتھ ہوتی ہے۔ جو لوگ رواداری کے دل لگتے عنوان کے تحت ان حدود کو مٹانا چاہتے ہیں وہ نہایت ہی غلط راستے پر چل رہے ہیں

آگے فرمایا:

﴿ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ط ﴾

"یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں"

یہود و نصاریٰ تمہارے دوست بن ہی نہیں سکتے۔ اِن کی تو دوستیاں آپس میں ہیں۔ یہ دین حق کے معاملے میں اکٹھے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسلام کا نور دنیا سے مٹا دیا جائے۔ یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست، پشت پناہ اور حمایتی ہیں۔ جس دور میں قرآن حکیم نازل ہو رہا تھا، اُس وقت بظاہر حالات اِس سے مختلف تھے، اس لئے کہ یہود و نصاریٰ کی دشمنی چلی آتی تھی۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اسلام کے مقابلے کے لئے یہ دونوں ہر دور میں اکٹھے ہو جاتے رہے ہیں۔ اور اب پچھلی صدی میں تو یہودی سازشوں کی بنا پر ان کی باہمی آویزش اور دشمنی بھی ختم ہو گئی ہے۔ یہودیوں نے عیسائیوں کو اپنے شکنجے میں جکڑ لیا ہے۔ عیسائیوں کے کئی مؤثر فرقے (بالخصوص WASP) تو اب یہودیوں کے ایجنٹ اور آلہ کار کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہود و نصاریٰ دونوں کا ایجنڈا اب ایک ہے اور وہ ہے اسلام دشمنی، مسلمانوں کی قوت کا قلع قمع کرنا۔۔۔ ارض فلسطین سے مسلمانوں کے خاتمہ، مسجد اقصیٰ کو گرانے اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے ایجنڈے میں عیسائی پوری طرح یہودیوں کے پشت پناہ ہیں، بلکہ اسے اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اقوام متحدہ میں جو بھی قرارداد اسرائیل کی مخالفت میں آتی ہے، امریکہ اُسے ویٹو کر دیتا ہے۔

یہود و نصاریٰ سے دوستی کی مخالفت سے متعلق ان آیات کو آج بہت عام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ بعض "روشن" خیال دانشور جو قرآن کی نئی نئی تعبیریں کرتے ہیں اور سنت کا رشتہ قرآن سے کاٹنے کے درپے ہیں، یہ بات کہہ رہے ہیں کہ قرآن کی ان آیات کا تعلق

دورِ نبویؐ سے ہے۔ یہ آج کے دور سے متعلق نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ وہ بات ہے جو اس سے پہلے کسی بھی مفسر نے نہیں لکھی۔ اس قبیل کے "دانشوروں" سے پوچھا جاسکتا ہے کہ کیا اُن پر براہِ راست وحی آتی ہے کہ اِس طرح کی باتیں کرتے ہیں؟ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ بات کہ یہود و نصاریٰ باہم دوست ہیں، جتنی آج کے دور کے حالات پر منطبق ہوتی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا کہنا ہے کہ یہود و نصاریٰ کی بابت قرآن کی یہ بات کہ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، دراصل آج کے دور کے لئے پیشین گوئی تھی، جو اب پوری ہو رہی ہے۔

جو لوگ مسلمان ہو کر یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھیں گے، اُن کے بارے میں فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾

"اور جو شخص تم میں سے اُن کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا۔ بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

مسلمانوں کا قلبی تعلق تو اللہ، اُس کے رسولؐ اور اہل ایمان کے ساتھ مطلوب ہے۔ جو لوگ اللہ، نبیؐ اور مسلمانوں کی بجائے یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھائیں، اُن سے تعلق خاطر پیدا کریں، وہ انہی میں سے ہوں گے۔ اِس معاملے میں مسلمانوں کو بہت زیادہ محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ مسلمانو! یہود و نصاریٰ سے دوستی کی بابت تم بہت زیادہ احتیاط کرنا، ایسا نہ ہو کہ تمہیں خبر ہی نہ ہو اور اللہ تمہارا شمار یہود و نصاریٰ میں کردے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ((المرء مع من احبه)) "آدمی کا انجام اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرے گا"...... آیت کے آخری حصے میں واضح کیا کہ وہ لوگ جو یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستیاں کرتے ہیں، اُن پر بھروسہ کرتے اور اُن کی ڈکٹیشن پر چلتے ہیں، یہ حد درجہ ظالم ہیں۔ ایسے ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے بھی محروم کردیتا ہے۔ یہ کبھی راہ یاب ہونے والے نہیں ہیں۔

سید قطب اپنی تفسیر "فی ظلال القرآن" میں اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"جو شخص بھی یہ ممنوع حرکت کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے۔ اگر وہ ان میں سے نہ ہوگا تو ایک مسلمان کسی صورت میں بھی یہود و نصاریٰ کا ولی اور دوست نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی اسلامی صفوں میں ایسے شخص کی ممبر شپ رہ سکتی ہے۔ اس لئے کہ کسی اسلامی جماعت کے افراد کی دوستی اور ان کا حلیفانہ تعلق صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ ہے ایک دوراہا اور فیصلہ طلب پوئنٹ...... یہ ایک فیصلہ کن جدائی اور امتیاز ہے۔ اور جو لوگ ان حدود کو مٹانا چاہتے ہیں اور اپنی کوششیں رواداری اور "تقریب بین الادیان السماویہ" کے دل لگتے عنوان کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں وہ نہایت ہی غلط راستے پر چل رہے ہیں۔ یہ لوگ نہ "ادیان" کے مفہوم کو سمجھے ہیں اور نہ ہی "تسامح" اور رواداری کے مفہوم کو سمجھے ہیں۔ یاد رہے کہ رواداری محض شخصی اور ذاتی معاملات میں ہوتی ہے۔ اسلامی عقائد و تصورات اور اسلام کے اجتماعی نظام کے ڈھانچے کے اندر کوئی رواداری ممکن نہیں ہے۔ یہ لوگ دراصل مسلمانوں کے اندر پائے جانے والے اس یقین کو متزلزل کرنا چاہتے ہیں، جو ان کے درمیان پایا جاتا ہے۔ اللہ اسلام کے سوا کسی اور دین کو قبول نہیں کرتا اور ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اقامتِ دین کے لئے جدوجہد کرے اور اسلام کے مقابلے میں کوئی اور متبادل دین قبول نہ کرے، نہ اس کے اندر کوئی تبدیلی اور ترمیم قبول کرے، اگرچہ یہ ترمیم نہایت ہی معمولی ہو۔ اس یقین کو قرآن کریم بار بار ایک مومن کے دل و دماغ میں بٹھانا چاہتا ہے۔"

اسلام کا جہاد لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے نہیں، بلکہ اسلامی نظام کے قیام اور اللہ کی حاکمیت کے بالفعل نفاذ کے لئے ہے

آپ اپنے موجودہ حالات پر غور کیجئے۔ ہمارے حکمران ملک کے اندر جو خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں، کیا وہ سب اِن لوگوں کی ڈکٹیشن پر نہیں کیا جارہا ہے، جو اسلام کے کھلے دشمن ہیں۔ اُن سے دوستی سے ہمیں منع کیا گیا ہے، مگر ہمارے حکمران اُن سے دوستی بلکہ اُن کی غلامی کر رہے ہیں اور اُن کی ہدایت پر ملک میں تباہی و بربادی کی آگ لگا رہے ہیں۔ مالاکنڈ میں جو فوجی آپریشن کیا جارہا ہے، وہ دین اور ملک کے لئے انتہائی مہلک نتائج کا حامل ہو سکتا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اس ہولناک آپریشن کے بعد بھی دشمنوں کی طرف سے "ڈو مور" کی تکرار بدستور جاری ہے۔ بنابریں اب اُن کی ہدایت پر وزیرستان میں کارروائی کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ کیا ہمارے حکمران اس حقیقت سے آگاہ نہیں کہ اپنے ہی لوگوں کے خلاف فوجی آپریشن کبھی بھی سود مند ثابت نہیں ہوتے۔ یہ ہمیشہ تباہی و بربادی لاتے ہیں۔ ماضی میں بھی ہم نے اِس طرح کے جو آپریشن کئے، وہ بھی یہی بتاتے ہیں کہ آپریشنوں کا آخری نتیجہ کبھی بھی قوم کے حق میں نہیں نکلا، بلکہ اس سے ملک کو شدید نقصان اُٹھانا پڑا۔ یہ کس قدر ناانصافی کی بات ہے کہ چند بیرونی ایجنٹوں کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دینے کی بجائے انسانی آبادیوں پر گولہ باری کی جائے، جس کے نتیجے میں سینکڑوں بے گناہ لوگ جاں بحق ہو جائیں۔ انڈیا جس نے کشمیر میں ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے، یہ کام تو اُس نے بھی نہیں کیا، جو آپ کر رہے ہیں۔ ایسے موقع پر ہمارے میڈیا کا کردار بھی انتہائی گھناؤنا ہے۔ وہ قوم کو تصویر کا محض ایک رُخ دکھا رہا ہے اور ایک خاص طبقے کو مطعون کرنے پر تلا ہوا ہے۔

اگلی آیت میں کفار سے دوستی پالنے والوں کی ذہنی و ایمانی کیفیت کا ذکر کیا گیا۔ فرمایا:

﴿فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝﴾

"تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے، تم اُن کو دیکھو گے کہ اُن میں دوڑ دوڑ کے ملے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہم پر زمانے کی گردش نہ آجائے سو قریب ہے کہ خدا فتح بھیجے یا اپنے ہاں سے کوئی اور امر (نازل فرمائے) پھر یہ اپنے دل کی باتوں پر جو چھپایا کرتے تھے پشیمان ہو کر رہ جائیں گے۔"

جب دلوں میں نفاق آجاتا ہے، تو اللہ پر توکل و اعتماد کا رشتہ کمزور ہو جاتا ہے۔ منافقین کا اصل مسئلہ ہی یہ ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی بجائے اُس کے دشمنوں کی طرف دوڑتے ہیں، اُن سے ناتے جوڑتے اور اپنی

امیدیں وابستہ کرتے ہیں۔

ان آیات کے شانِ نزول میں تفسیر ابن کثیر میں کئی واقعات درج کیے گئے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ آیتیں عبداللہ بن ابی بن سلول کے بارے میں اتری ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامت نے نبی کریمؐ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ بہت سے یہودیوں سے میری دوستی ہے مگر میں ان سب کی دوستیاں توڑتا ہوں۔ میں اللہ اور اُس کے رسولؐ سے رشتۂ ولایت استوار کرتا ہے (میرے لئے یہی کافی ہے)۔ اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا میں دور اندیش ہوں۔ میں یہود سے دوستی نہیں چھوڑتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ تو عبادہ کے مقابلے میں بہت گھاٹے میں رہا۔ اس نے کہا، مجھے یہ قبول ہے۔

دراصل منافقین دنیاوی نتائج اور مستقبل کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ اُن کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ مسلمانوں اور کفار دونوں کے ساتھ اپنا معاملہ رکھیں، تاکہ جو بھی غالب اور فتح مند ہو، اُس سے فائدے اٹھائیں، اور بُرے وقت میں دوسرے گروہ سے اپنے تعلق کو کام میں لاکر اپنے آپ کو بچالیں۔ منافقین یہود سے اپنی دوستی کا یہ عذر کرتے تھے کہ یہودی ہمارے ساہوکار ہیں، ہم اُن سے قرض وغیرہ لیتے ہیں۔ اگر کوئی مصیبت قحط وغیرہ کی صورت میں آئی تو اُن سے ہمارے دوستانہ تعلقات آڑے وقت میں کام آئیں گے۔ لیکن درحقیقت معاملہ یہ تھا کہ کفر و اسلام کی آویزش جاری تھی۔ اور اُن کے زعم کے مطابق مسلمانوں پر مستقبل میں جو گردشیں آنے والی تھیں، کفار سے دوستی کی بنا پر آنے والے بُرے حالات سے وہ خود کو محفوظ رکھ سکیں گے۔ اس لئے وہ کفار کی طرف دوڑتے، اور اُن سے تعلقات رکھتے تھے۔ یہی ذہنیت آج ہمارے حکمرانوں کی ہے۔ وہ اقتدار کے تحفظ کے لئے کفار سے دوستیاں بڑھاتے ہیں۔ برسرِ اقتدار آنے والے ہر حکمران کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ واشنگٹن کی یاترا کرکے آئے۔

اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ تمہارا اصل مرض بے یقینی ہے۔ تمہیں مسلمانوں کی فتح کے خدائی وعدوں پر یقین نہیں، لیکن تمہیں جان لینا چاہئے کہ وہ وقت قریب آیا چاہتا ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کو فیصلہ کن فتوحات اور غلبہ عطا فرمائے، اور آپؐ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوں اور تمہاری مسلمانوں کی ناکامی سے متعلق باطل توقعات کا خاتمہ ہوجائے۔ اور یہ بات تم پر کھل جائے کہ اسلام دشمنوں سے دوستی کا نتیجہ دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں عذاب کے سوا کچھ نہیں۔ پھر یہی ہوا۔ مدینہ میں کئی غزوات و سرایا کے بعد مکہ فتح ہوگیا۔ بعدازاں غزوہ حنین ہوا، جس میں تمام عرب قبائل نے متحد ہوکر مسلمانوں پر حملہ کیا، لیکن انہیں شکست ہوئی اور مسلمان پورے جزیرہ نما عرب میں فیصلہ کن فتح سے ہمکنار ہوگئے اور ان حالات میں منافقین کو شدید ندامت اور مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔

حق و باطل کا معرکہ آج بھی جاری ہے۔ دورِ نبویؐ میں جزیرہ نما عرب کی حد تک اسلام غالب آگیا تھا، بعدازاں خلافت راشدہ میں یہ نظام معلوم دنیا کے ایک بڑے حصے پر قائم ہوا۔ اب اس نظام کو کل روئے ارضی پر غالب ہونا ہے۔ اس کے بعد ہی نبی کریمؐ کا مقصد بعثت تکمیلی شان کے ساتھ پورا ہوگا۔ اس سلسلے میں قرآن حکیم میں بھی اشارات آئے ہیں اور احادیث میں بھی اسی کی خبریں دی گئی ہیں۔ اسلام کے غلبے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسلمان جبراً غیر مسلموں کو اپنا عقیدہ تبدیل کرنے پر مجبور کردیں گے، اور سو فی صد لوگ مسلمان ہوجائیں گے، بلکہ یہ ہے کہ اللہ کے دین و شریعت کی بالادستی دنیا کے تمام نظاموں پر ہوجائے گی۔ Law of the land کوئی اور نظام نہیں رہے گا، صرف اللہ کا قانون ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ دور خلافت راشدہ میں جب مسلمان جہاد کے لئے نکلتے تو وہ لوگوں کے سامنے تین آپشن رکھتے تھے۔ کلمہ پڑھ لو، تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے۔ اگر کلمہ نہیں پڑھتے تو ہم تم پر جبر نہیں کرتے، لیکن اسلام کی بالادستی تسلیم کرلو۔ اگر تم ایسا کرلو گے تو تم سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے۔ تمہیں عقیدہ و مذہب کی آزادی حاصل ہوگی۔۔ لیکن اگر تم اللہ کے قانون کی بالادستی بھی ماننے کو تیار نہیں تو پھر تمہارے اور ہمارے درمیان فیصلہ تلوار کرے گی۔ مسلمانوں نے جو علاقے بھی فتح کیے، کہیں بھی لوگوں کو جبراً مسلمان نہیں بنایا، بلکہ غیر مسلموں نے جب اسلام کا نظام عدل دیکھا تو وہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ گویا اسلام کا جہاد لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے نہیں، بلکہ اسلامی نظام کے قیام کے لئے اور اللہ کی حاکمیت کے بالفعل نفاذ کے لئے ہے۔

اگلی آیت میں فرمایا:

﴿وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝﴾

"اور (اس وقت) مسلمان (تعجب سے) کہیں گے کہ کیا یہ وہی ہیں جو اللہ کی سخت سخت قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، اُن کے عمل اکارت گئے اور وہ خسارے میں پڑ گئے۔"

یعنی جب اسلام غالب آجائے گا، اُس وقت یہ منافقین جو اس سے پہلے قسمیں کھا کر مسلمانوں کو اُن کے ساتھی ہونے کا یقین دلاتے تھے، سخت خسارے میں پڑ جائیں گے۔ جو کچھ انہوں نے اسلام کی پیروی میں کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، زکوٰۃ دی، جہاد کیا، ان کا سب کچھ اس بنا پر ضائع ہوگیا کہ اُن کے دل میں خلوص نہ تھا۔ وہ بظاہر تو مسلمانوں کے ساتھ تھے، لیکن اندر سے یہود سے دوستیاں استوار کیے ہوتے تھے۔ اُن سے قلبی لگاؤ رکھتے تھے۔ اپنی دنیا کے حقیر فوائد کی خاطر انہوں نے اپنے آپ کو اللہ اور اُس کے باغیوں کے درمیان بانٹ دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی، اپنے نبیؐ اور اہل ایمان کی سچی محبت عطا فرمائے اور کفار سے دوستی رکھنے سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

دعائے مغفرت کی اپیل

- کھاریاں کے رفیق تنظیم عدنان لطیف کی نانی وفات پاگئیں
- پھالیہ کے ملتزم رفیق مقصود احمد بٹ کے والد انتقال کرگئے
- حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے ملتزم رفیق احسان اللہ انصاری وفات پاگئے
- پھالیہ کے رفیق مظہر حسین کی نانی وفات پاگئیں
- تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی (وسطی) کے رفیق کمال الدین کی ہمشیرہ رحلت فرماگئیں
- تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی (وسطی) کے رفیق محمد حامد رحلت فرماگئے
- تنظیم اسلامی قرآن اکیڈمی، لاہور کے معتمد حافظ محمد مشتاق کے والد وفات پاگئے

اللہ تبارک و تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت اور ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔ قارئین و رفقاء سے بھی دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حافظ محمد مشتاق ربانی

خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ ہمہ جہتی شخصیت کے مالک تھے۔ زیر نظر مضمون میں مختلف واقعات کی روشنی میں اُن کے مالی ایثار کے پہلو کا ذکر کیا جارہا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پیشہ تجارت تھا۔ آپؓ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے، اور مکہ کے مالدار لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ جب اسلام لائے تو آپؓ کے پاس چالیس ہزار اشرفیاں تھیں۔ آپؓ نے اپنی دولت سے نبی کریم ﷺ، اسلام اور مسلمانوں کی بھرپور مدد کی۔ تاریخ الخلفاء (ص:38) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے مال میں یوں تصرف کرتے تھے جیسے اپنے مال میں کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا: ”میرے ساتھ جس کسی نے بھی نیکی کی، میں نے اس کے احسانات کا بدلہ چکا دیا، سوائے ابوبکرؓ کے۔ اس کے احسانات کا بدلہ اللہ ہی قیامت کے دن دے گا۔ کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا کہ ابوبکرؓ کے مال نے۔“ (رواہ الترمذی) رسول اللہ ﷺ نے جب ہجرت فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا تمام مال اپنے ساتھ لے گئے۔ مولانا یوسف کاندھلوی اپنی کتاب ”حیات صحابہؓ“ میں ذکر کرتے ہیں کہ ہجرت مدینہ کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ اپنا تمام مال اپنے ساتھ لے گئے۔ آپؓ کے والد محترم ابوقحافہ رضی اللہ عنہ حضرت اسماءؓ (ذات النطاقین) سے کہنے لگے: اللہ کی قسم میرا ابوبکرؓ کے متعلق خیال ہے کہ وہ تمہیں مصیبت میں مبتلا کر گئے ہوں گے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ایسی بات نہیں ہے، وہ ہمارے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کچھ پتھر لئے اور ان کو ایسی جگہ رکھ دیا جہاں حضرت ابوبکرؓ اپنا مال رکھا کرتے تھے اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور اپنے دادا کا ہاتھ اس پر لگوایا (وہ نابینا تھے) جس سے انھیں تسلی ہوگئی کہ زیادہ پریشانی والی بات نہیں ہے، حالانکہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر والوں کے لیے کچھ نہیں چھوڑا تھا۔ آپؓ کی بیٹی حضرت اسماءؓ نے یہ کام اس لیے کیا کہ اس سے ان کے دادا مطمئن ہوجائیں۔

ایک اور موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے گھر کا مکمل سامان اللہ کے راستے میں پیش کر دیا، بلکہ اس مرتبہ نقدی سمیت ہر چیز لے گئے۔ سنن ابی داؤد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عمرؓ نے دل میں خیال کیا کہ آج تو میں ابوبکرؓ سے صدقہ کرنے میں سبقت لے جاؤں گا۔ چنانچہ اپنے مال میں سے نصف آنحضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ ان سے پوچھنے لگے، اپنے اہل خانہ کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اپنے مال کا نصف یہاں لایا ہوں اور نصف اہل خانہ کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو اپنے گھر کا تمام سامان لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا، اپنے اہل خانہ کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو۔ حضرت ابوبکرؓ فرمانے لگے کہ اس پر مجھے یقین ہو گیا کہ ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کا نام (سبحان اللہ)۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے کہ اس پر مجھے یقین ہو گیا کہ میں کبھی ان سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اسی واقعہ کے بارے میں علامہ اقبال کی ”بانگ درا“ میں ایک نظم بعنوان ”صدیقؓ“ ہے، جس کا آخری شعر ہے۔

پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسولؐ بس

ایک دن آنحضورؐ نے نماز فجر کے بعد مسجد نبوی میں صحابہ کرامؓ سے پوچھا: آج کس کا روزہ ہے، تو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ روزے سے ہیں۔ پھر آپؐ نے پوچھا: آج کس کس نے کسی مریض کی تیمارداری کی ہے۔ جواب ملا کہ ابھی تو صرف مسجد میں آئے ہیں، صبح کا وقت ہے لیکن ابوبکرؓ نے فرمایا کہ وہ مسجد آتے ہوئے حضرت عبدالرحمٰن کی عیادت کر کے آئے ہیں۔ آنحضورؐ نے پوچھا: آج کس کس نے مسکین کو کھانا کھلایا۔ حاضرین میں سے کسی نے اقرار نہ کیا۔ صرف حضرت ابوبکرؓ ہی ایسے تھے، جنھوں نے یہ کام بھی صبح سویرے فجر کے وقت انجام دیا تھا۔ آنحضورؐ فرمانے لگے۔ اے صدیق: میں تجھے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں۔ جس میں اتنی نیکیاں جمع ہوں وہ ضرور جنتی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنی دولت سے کئی مسلمان غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرایا۔ تفسیر ”روح المعانی“ میں ان کے درج ذیل نام ہیں: حضرت بلال بن رباح، عامر بن فُہیرہ، اُمّ عبیس، بنی المؤمل کی لونڈی، زنیرہ، النہدیہ اور ان کی صاحبزادی جو عبدریہ نامی عورت کی لونڈیاں تھیں۔ اکثر تفاسیر میں ذکر ہے ان سات غلام اور لونڈیوں کو آزادی دلانے پر درج ذیل آیات حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئیں۔

﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ۝﴾ (اللیل 17-21)

”اور جو بڑا پرہیزگار ہے، وہ اس آگ سے بچالیا جائے گا، جو مال دیتا ہے تاکہ پاک ہو اور اس لیے نہیں دیتا ہے کہ اس پر کسی کا احسان ہے جس کا وہ بدلہ اُتارنا چاہتا ہے بلکہ اپنے عظیم رب کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے دیتا ہے اور عنقریب وہ خوش ہو جائے گا۔“

سورۃ اللیل کی کچھ دیگر آیات بھی آپؓ ہی کے بارے میں نازل ہوئیں جیسے فرمایا: ﴿إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى ۝﴾ (اللیل: 4) ”تمہاری کوشش جدا جدا ہے۔“ گویا ایک کوشش امیہ بن خلف کی ہے، جس نے حضرت بلال کو غلام بنا رکھا ہے، اور اسے توحید سے روکتا ہے۔ دوسری طرف حضرت صدیق اکبرؓ ہیں، جو حضرت بلالؓ کی آزادی کے لیے کوشاں ہیں۔ حضرت صدیق اکبر کے بارے میں فرمایا:

﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى ۝﴾ (اللیل 5 تا 7)

”تو جس نے اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کیا اور پرہیزگاری کی اور اچھی بات کی تصدیق کی، اُسے ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے۔“

حضرت ابوبکرؓ اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ بھی بہت مالی تعاون کرتے تھے۔ تفسیر القرطبی میں ہے: ”مسطح بن اثاثہ“ حضرت ابوبکرؓ کے بھانجے (خالہ کی بیٹی کا بیٹا) تھے، یہ مہاجرین اور اصحاب بدر میں سے تھے لیکن معاشی طور پر انتہائی غریب تھے۔ حضرت ابوبکرؓ ان کی مالی امداد کرتے تھے۔ جب واقعۂ افک پیش آیا تو اس میں یہ بھی ملوث تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کو انتہائی صدمہ ہوا کہ مسطح بھی حضرت عائشہؓ پر بہتان لگانے میں شریک ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے قسم اٹھائی کہ وہ آئندہ مسطح کی مالی مدد نہیں کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ

يُؤْتُوٓا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۗ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (النور:22)

"اور جو لوگ تم میں صاحب فضل (اور صاحب وسعت ہیں، وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ خرچ پات نہیں دیں گے۔ ان کو چاہئے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ خدا تم کو بخش دے۔ اور خدا تو بخشنے والا ہے۔"

اس آیت کو سن کر جس کے اصل مخاطب آپؓ ہی تھے حضرت ابوبکرؓ فرمانے لگے: "وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ" "اللہ کی قسم کیوں نہیں! میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے۔" اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے ان کے ساتھ مالی تعاون کرنا دوبارہ شروع کر دیا۔

آپؓ صرف مسلمانوں کی ہی مدد نہیں کرتے تھے بلکہ دیگر محتاج لوگوں کی بھی مدد کرتے تھے "امام ابن کثیرؒ" کی کتاب "البدایة والنهایة" میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کفار و مشرکین کی سختیوں سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کے لیے جا رہے تھے۔ ابھی مکۃ المکرمہ سے چلے ہوئے ایک یا دو دن ہی ہوئے تھے کہ ایک سردار ابن الدغنہ سے ملاقات ہو گئی۔ ابن الدغنہ نے پوچھا، ابوبکرؓ کہاں جا رہے ہو؟ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا: میری قوم نے مجھے اذیتیں دے کر نکال دیا ہے اور مکہ میں میرا جینا مشکل کر دیا۔ ابن الدغنہ کہنے لگا، کیوں؟ آپؓ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کے مصائب میں ان کی مدد کرتے ہیں، بھلائی کا کام کرتے ہیں، اور ناداروں کے لیے کماتے ہیں۔ واپس چلیں میں آپ کو پناہ دیتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ اس کے کہنے پر واپس مکہ آ گئے۔ ابن الدغنہ قریش سے مخاطب ہو کر کہنے لگا، اے قریش! سنو! میں نے ابوبکرؓ کو پناہ دی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے گھر کے قریب ایک مسجد تھی، جس میں آپؓ نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت کرتے۔ جب آپؓ تلاوت کرتے تو دوران تلاوت رو پڑتے، جس سے بچے، غلام اور عورتیں آپؓ سے متاثر ہوتے، جس پر قریش کے لوگ ابن الدغنہ کے پاس گئے اور اس سے کہنے لگے، اے ابن الدغنہ تم نے ابوبکرؓ کو اس لیے امان دی ہے کہ وہ ہمیں اذیت میں مبتلا رکھے؟ کیونکہ وہ ایسے طریقے سے نماز پڑھتے ہیں اور تلاوت کرتے ہیں کہ ہماری عورتیں، بچے اور غلام ان سے متاثر ہوتے ہیں اور ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ انہیں اپنے دین کی طرف مائل نہ کر لے، پس تم ابوبکرؓ کو سمجھاؤ کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھیں۔ ابن الدغنہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا اور کہنے لگا میں نے آپؓ کو اس لیے امان نہیں دی تھی کہ آپؓ اپنی قوم کو اپنی عبادت سے اذیت پہنچائیں۔ میری گزارش ہے کہ آپؓ اپنے گھر میں عبادت کیا کریں۔ آگے سے حضرت ابوبکرؓ فرمانے لگے: ورنہ میں تمہاری امان سے نکل جاؤں گا؟ ابن الدغنہ کہنے لگا ہاں! آپؓ میری امان واپس کر دیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کی امان واپس کر دی۔ ابن الدغنہ نے اعلان کر دیا کہ ابن ابی قحافہ کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ اس قصہ میں آپ دیکھیں کہ ابن الدغنہ مسلمان نہیں ہے، لیکن وہ حضرت ابوبکرؓ کو ہجرت حبشہ سے روک کر کے واپس اس لیے لایا کہ آپؓ ناداروں کے لیے کماتے تھے اور لوگوں کی مشکلات و مصائب میں ان کی مالی مدد کرتے تھے۔

یہ بات واضح ہے کہ خلیفۂ وقت کی کفالت بیت المال سے ہوتی ہے، کیونکہ اگر وہ اپنی معاش کے لیے وقت نکالے گا تو اسلامی مملکت کی دیکھ بھال کی جو ذمہ داری اسے سونپی گئی ہے، اس ذمہ داری کی ادائیگی میں خلل واقع ہوگا۔ مولانا یوسف کاندھلویؒ کی کتاب "حیات صحابہؓ" (حصہ پنجم، ص: 274) میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو حسب سابق تجارت کی غرض سے روانہ ہونے لگے۔ حضرت عمرؓ نے روکا تو آپؓ فرمانے لگے، اگر کاروبار نہیں کروں گا تو ضروریات زندگی کیسے پوری ہوں گی؟ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے آپؓ کو مجبور کیا کہ وہ بقدر ضرورت بیت المال سے وظیفہ حاصل کریں۔ بیت المال سے وہ وظیفہ اتنا کم مقدار مقرر ہوا کہ اس سے بمشکل دو وقت کے کھانے کا بندوبست ہوتا تھا۔ زندگی کے آخری ایام میں اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو وصیت کی، کہ فلاں فلاں جائیداد فروخت کرنے سے جو رقم وصول ہو، اس سے وظیفے کی تمام رقم بیت المال کو واپس کر دی جائے، جو انہوں نے دوران خلافت وصول کی تھی۔ چنانچہ ان کی وصیت پر عمل ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دوسرے صحابہ کرامؓ سے زیادہ فضیلت اور بڑا درجہ ہونے کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہ ہے کہ آپؓ نے اپنی تمام دولت مجبور و بے کس لوگوں کی بہتری، اور اسلام کی عظمت بڑھانے کے لیے خرچ کر دی۔ گویا وہ ﴿جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ﴾ کی عملی تصویر تھے۔ موجودہ دور میں بھی دین اسلام کے غلبہ کے لیے جس طرح جان کی قربانی ضروری ہے اسی طرح مال کی قربانی کی بھی ضرورت ہے۔ اہل ثروت کو چاہیے کہ وہ بڑھ چڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کے لیے اپنا مال خرچ کریں، یہی صدیقی نقش راہ ہے۔

اظہارِ خیال

قوم کب جاگے گی؟

خواجہ مظہر نواز صدیقی

سوات میں فوجی آپریشن سے عوام بے گھر، شہر کھنڈر اور سینکڑوں لوگ قتل ہو گئے ہیں۔ یہ حملے کس کی اشیرباد سے ہو رہے ہیں اور ان کے بدلے کون ڈالر وصول کر رہا ہے، یہ بات اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ مسلمانوں پر دہشت گردی کا الزام لگانے والے خود دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد ہیں، جو مسلمانوں پر ظلم و زیادتی اور ننگی جارحیت کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ حالیہ آپریشن کس کے خلاف ہے۔ ہمارے غیر ملکی آقا نہ جانے کب تک عسکریت پسندوں کا بہانہ بنا کر ہمارے عوام کو شعلوں میں جھونکتے اور ان کے خون سے ہولی کھیلتے رہیں گے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ ہمارے حکمران کب تک اپنے گلے میں امریکی غلامی کا طوق پہنے رکھیں گے اور اس کے ایجنڈے کی تکمیل کے لئے اپنے ہی لوگوں کا خونِ ناحق کرتے رہیں گے۔ ہمارے قبائلی عوام یونہی صدموں پر صدمے سہتے اور سیاسی، مذہبی پارٹیوں اور سماجی اداروں کی بے حسی پر آنسو بہاتے رہیں گے۔

ملک کے تمام بڑے شہروں میں فاٹا اور سوات کے مکینوں کی مدد کے لئے امدادی کیمپ لگائے گئے یقیناً یہ اچھی بات ہے، لیکن ہم یہ پوچھتے ہیں کہ یہ مخیر حضرات، یہ اہل ثروت اور دردِ دل رکھنے والے لوگ، سیاسی جماعتوں کے قائدین، مذہبی جماعتوں، آستانوں اور درگاہوں کے مسند نشیان اور تاجر رہنما اس وقت کہاں تھے جب ہمارے حکمرانوں نے امریکی احکامات کے آگے سر جھکاتے ہوئے پاک فوج کو سوات کے ساتھ ساتھ قبائلی علاقوں میں آپریشن کی اجازت دی تھی۔ یہ اس وقت کیوں خاموش رہے؟ کیوں نہ اٹھ کھڑے ہوئے جب سوات کے علاقے میں پہلے معصوم بچے کی لاش گری تھی اور اسے اپنا قصور بھی معلوم نہ تھا۔ یہ امدادی کیمپ سجانے والے اس وقت کہاں تھے جب فوجی آپریشن سے پہلی عورت بیوگی کی چادر اوڑھنے پر مجبور ہوئی تھی اور اس کا خاوند گھر سے روزی کمانے نکلا تھا۔ یہ اہل درد اس وقت کہاں تھے جب سوات کے ننھے پھولوں جیسے طالب علم اپنی تباہی و بربادی کے مناظر سے کانپ رہے تھے اور اہل وطن کی بے حسی پر چیخ اور ویران آنکھوں سے کھلے آسمان کی (باقی صفحہ 14 پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہوئے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

(سورۃ آل عمران آیت نمبر 110)

محکمہ اوقاف، مشائخ عظام، علمائے کرام اور عوامِ اہلسنت سے

اپیل

مزارات اولیاء اور خانقاہیں رشد و ہدایت کے مراکز اور روحانی فیض کے سرچشمے ہیں۔ کچھ جہال کی خرافات سے ان کی شرعی حیثیت اور حقیقی مقام کو ٹھیس پہنچ رہی ہے۔ لگتا ہے ایک سوچی سمجھی سازش کے مطابق مسلک اہلسنت سے غیر متعلق افراد کا ایک طبقہ ان روحانی مراکز پر غیر شرعی حرکات کی ترویج میں مصروف ہے اور دوسرا طبقہ اپنی ساکھ بچانے کے لئے انہیں بطور دلیل پیش کر کے اہل سنت و جماعت کے سچے معتقدات پر تنقید کرنے میں مصروف ہے۔ اس سے قطع نظر ہمارے مذہب و مسلک کا بھی ہم سے تقاضا ہے کہ ہم ایسے امور کے خلاف جہاد کریں جن کی ہمارا مسلک اجازت نہیں دیتا۔ چنانچہ اگر کوئی جاہل

۱۔ کسی مزار شریف پر حاضری کے وقت سجدہ یا طواف کی شکل بنائے

۲۔ کسی مزار کے احاطہ یا کسی جگہ میں آگ تُسن کر اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کے کھڑا ہو

۳۔ کسی مزار شریف پر عورتیں بے پردہ حاضری کے لئے جائیں یا بے پردہ عورتوں کا مردوں سے اختلاط ہو

۴۔ کسی مزار شریف کے احاطہ یا قرب و جوار میں بھنگیوں چرسیوں نے ڈیرے جما رکھے ہوں

۵۔ کسی مزار شریف میں جرائم پیشہ لوگوں نے پناہ لے رکھی ہو

۶۔ عرس شریف کے موقع پر ڈھول بجانے یا گانے بجانے کا دھندا کیا جاتا ہو یا عریانی، فحاشی کا بازار گرم کیا جاتا ہو

۷۔ کسی مزار شریف پر کوئی نام نہاد پیر یا کوئی عاقبت نا اندیش واعظ اسلامی تعلیمات اور سنی عقائد کے خلاف گفتگو کرتے ہوئے، بدعقیدگی یا بدعملی پھیلانے کی کوشش کرتا ہو، یا اس کے علاوہ کسی قسم کی کوئی غیر شرعی حرکات پائی جائیں

ہم سب کا مشترکہ فرض ہے کہ ہم ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کریں اور انہیں آہنی ہاتھوں سے روکیں۔ ہمارا مذہب و مسلک اتنی معمولی شے نہیں کہ اسے ایسے جہال اور خواہش پرستوں کی نفسانیت کی بھینٹ چڑھا دیا جائے۔ اس لیے جو جو مزارات اوقاف کے زیر نگرانی میں ہیں، وہاں محکمہ اوقاف ایسی تمام خرابیوں کا قلع قمع کرے۔ سجادہ نشین حضرات اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے مزارات کا تقدس برقرار رکھنے کے لئے ان خرافات کے خلاف جہاد کریں اور جو پہلے ہی جہاد کر رہے ہیں وہ یہ جہاد تیز کریں۔

علماء کرام منبرِ رسول ﷺ کی وراثت اور شریعت مطہّرہ کی وکالت کی خاطر اپنی تقریر و تحریر میں مسلک اہلسنت کے ان بدخواہوں کا مزید شدت سے رد کریں۔

عوام اہلسنت کو بھی ایسے کارِ خیر میں شریک ہونا لازم ہے۔

اس سلسلہ میں حکمت و تدبیر کے ساتھ، نرم اور شگفتہ لہجے میں بات سمجھائی جائے اور بوقت ضرورت شدت اختیار کرتے ہوئے "وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ" (اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔) کے تقاضے پورے کیے جائیں۔

مخدوم امم سید ہجویر حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مقدس کے موقع پر حکومت پنجاب اور محکمہ اوقاف سے اپیل ہے کہ عرس شریف کے دوران مینار پاکستان کے زیر سایہ چلنے والی لکی ایرانی سرکس، دیگر میوزیکل پروگرامز، دربار شریف کے قرب و جوار میں بے پردہ عورتوں اور مردوں کے مخلوط پروگرامز نیز سڑکوں، چوراہوں اور دربار شریف کے قریب ڈھول اور گانے باجے پر فی الفور پابندی لگائی جائے۔

ہم فی الحال یہ اپیل کر رہے ہیں، لیکن اگر ہماری اپیل پر کان نہ دھرا گیا تو اگلے مرحلے میں
ان خرلپہ ؟ کو بزور بازو روکنا ہماری ایمانی مجبوری ہوگی۔

والسلام مع الف اکرام

محمد اشرف آصف جلالی

بانی ادارہ صراط مستقیم پاکستان

۱۳ صفر ۱۴۳۰ھ ۔ ۹ فروری ۲۰۰۹ء

محمد اشرف آصف جلالی
پرنسپل جامعہ جلالیہ رضویہ
مظہر الاسلام داروغہ والا

تصدیق کنندگان و تائید کنندگان

حضرت مفتی محمد منیب الرحمٰن صاحب صدر تنظیم المدارس پاکستان
حضرت ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس پاکستان، جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو، لاہور
حضرت علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ لاہور (لوہاری گیٹ لاہور)
حضرت مفتی محمد خان قادری صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
حضرت علامہ محمد مقصود احمد قادری صاحب ریٹائرڈ خطیب داتا دربار
حضرت مفتی ڈاکٹر غلام سرور قادری صاحب مہتمم جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن
حضرت مولانا خادم حسین رضوی صدر مجلس علماء نظامیہ
حضرت مولانا صاحبزادہ رضائے مصطفےٰ نقشبندی ناظم اعلیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ

منجانب

ادارہ صراط مستقیم پاکستان

0321-9407699, 0301-4500565
0333-4299403, 0321-7063226
0300-4721695, 0302-4303623

بقیہ: اداریہ

ذلیل ورسوا کیوں ہیں، اس لئے کہ ہم اجتماعی طور پر ذہنی اور نظریاتی خودکشی کا ارتکاب کر چکے ہیں۔

افغانستان آج کا برننگ ایشو ہے اسی کی مثال لے لیجئے۔ کل کی بات ہے طالبان افغانستان میں حکومت کر رہے تھے۔ افغانستان منشیات کا گڑھ تھا۔ اسلحہ اور اسلحہ کی بنیاد پر جرائم دنیا میں شاید سب سے زیادہ افغانستان میں ہو رہے تھے۔ ملا عمر کے ایک حکم سے پوست کی کاشت بند ہوگئی۔ جرائم تقریباً ختم ہوگئے۔ کپڑے کے ایک سکھ سوداگر کا قول ہے کہ طالبان کا دورِ حکومت واحد دورِ حکومت تھا کہ ہمارا کپڑا افغانستان میں چوری نہیں ہوتا تھا۔ طالبان کے دورِ حکومت میں یہ اعلان تو ایک کٹر سیکولر دانشور نے دورہ کابل کے بعد کیا کہ اگر طالبان طرز کی دو چار حکومتیں اور مسلمان ممالک میں قائم ہوگئیں تو اسلام تمام دنیا میں غلبہ حاصل کرلے گا۔ سچ یہ ہے یہی خوف امریکہ اور مغرب کو ہوا تھا اور اسی لئے طالبان حکومت اور افغانستان کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ طالبان حکومت کے اس معجزاتی عمل کے باوجود ذہنی غلامی اور شکست خوردگی کا عالم یہ ہے کہ ہمارے دانشوران فرشتہ سیرت حکمرانوں کے خلاف مغرب کے ساتھ یک زبان ہو کر بے ہودگی کا مظاہرہ کرتے ہیں، بلکہ تلخ تر الفاظ میں تاریخ کے ساتھ بددیانتی اور خیانت کا مظاہرہ کرتے ہیں، جب وہ طالبان افغانستان پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ دنیا چونکہ سر کی آنکھوں کی نہیں بلکہ دل کی آنکھوں کی اندھی ہے، اس لئے حقیقت اس سے اوجھل رہی۔ قارئین ہماری شکست خوردہ ذہنیت کا اندازہ کریں کہ N.G.O's طالبان کے عورتوں کو زبردستی برقع پہنانے پر ایسا واویلہ کرتی ہیں کہ آسمان سر پر اٹھا لیتی ہیں لیکن فرانس کی حکومت جب سکارف پہننے سے عورتوں کو زبردستی روکتی ہے تو یہ احتجاج بھی نہیں کرتیں۔ بے شرمی اور ڈھٹائی کی کوئی تو حد ہونی چاہئے۔ ہمارا حقیقت کو چھپانا اور جھوٹ کا ساتھ دینا درحقیقت اس شکست خوردہ ذہنیت کا مظہر ہے جو امت کی تباہی اور بربادی کا باعث بن رہا ہے۔ یہ جسدِ امت کے لئے کینسر ہے۔ لیکن ہم اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں۔ ہم کینسر کو بھی لاعلاج مرض نہیں سمجھتے۔ قوم کو پسپائی سے چڑھائی کی طرف لے جانے کی کوششیں کرنے والے اگرچہ قلیل تعداد میں ہیں، لیکن زندہ ہیں۔ شکست بالآخر فتح میں تبدیل ہوگی۔ آج ہم جس شکست اور فتح کا ذکر کر رہے ہیں اگرچہ وہ کسی میدان کی شکست یا فتح نہیں بلکہ ذہنی شکست اور فتح ہے۔ البتہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ شکست خوردہ ذہنیت کو میدان میں بھی شکست ہوتی ہے اور فاتح ذہنیت میدان میں بھی فتح حاصل کرتی ہے۔ جو اس فتح کو مجذوب کی بڑ قرار دے وہ خود احمقوں کی جنت میں رہتا ہے۔ غلبۂ اسلام اللہ کے رسول ﷺ کی پیش گوئی ہے۔ ہمارا مقدر شکست نہیں فتح ہے، صرف فتح۔ آخر میں ہم اقبال کا ایک شعر قارئین کی نظر کرتے ہیں۔

شاہین کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُر دم ہے اگر تو تو نہیں خطرۂ افتاد

ملی مجلس شرعی کے زیر اہتمام
ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید کی یاد میں تعزیتی ریفرنس

مرتب: وسیم احمد

23 جون 2009ء کو ملی مجلس شرعی کے زیر اہتمام ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ایک تعزیتی ریفرنس پریس کلب لاہور میں ہوا۔ جس میں مختلف مکاتبِ فکر کے نمائندہ علماء کرام نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ بعدازاں مختلف مقررین نے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی دینی خدمات پر اُن کو خراج عقیدت پیش کیا۔ پروگرام میں میڈیا کے نمائندوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی اور پروگرام کی بھرپور کوریج کی۔ امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی ہمارے اسلاف کی عظیم روایات کے حقیقی وارث تھے۔ وہ جس عظیم خانوادے سے تعلق رکھتے تھے، وہ ہمیشہ اتحادامت کا داعی رہا ہے۔ وہ اپنے والد کی مانند وسیع القلب اور وسیع النظر انسان تھے۔ انہوں نے اپنے والد کے مشن کو بڑی خوبی سے آگے بڑھایا۔ وہ سادگی کی سچی تصویر تھے۔

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ نے کہا کہ جامعہ نعیمیہ روزِ اول سے اتحادامت کی ایک بڑی علامت ہے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی دھیمی طبیعت کے مالک اور لاہور کی نمایاں شخصیت تھے۔ ان کی شہادت ملک میں فرقہ وارانہ منافرت کی آگ بھڑکانے کی سازش کا حصہ ہے۔ امریکہ ڈرون حملوں میں بے گناہ لوگوں کو مار کر سب سے بڑی دہشت گردی کر رہا ہے۔ حکومت امریکی غلامی ترک کر کے شمالی علاقوں میں امن و امان کے لیے مقامی لوگوں اور قبائل سے گفت وشنید کے ذریعے اپنی پالیسی خود مرتب کرے، یہی مفتی سرفراز نعیمی کی خواہش تھی۔

حافظ عبدالغفار روپڑی نے کہا کہ مفتی محمد سرفراز نعیمی کی شہادت دشمنانِ اسلام کی کارستانی ہے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے تمام مسالک کو متحد رکھنے کی کوشش میں اپنی جان قربان کر دی۔ حکمران دشمن کی چال کو پہچانیں اور سرحد میں فوجی آپریشن بند کریں ورنہ 1971ء کی طرح کا سانحہ دوبارہ رونما ہو سکتا ہے۔

مولانا سیف الدین سیف نے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کا خون انقلاب لائے گا اور دشمن ذلیل وخوار ہوگا۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی خواہش تھی تمام مسالک متحد ہو کر امریکی سامراج سے نجات حاصل کریں۔ امریکہ ہمارے ملک کو توڑنا چاہتا ہے۔ حکمران مصلحت کوشی چھوڑ کر دشمن کو پہچانیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہمارا رب ہماری مدد کرے گا اور سامراج ٹکڑے ٹکڑے ہوگا۔

ملی مجلس شرعی کے قائم مقام کنوینر ڈاکٹر محمد امین نے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی مسلکی اختلافات سے بالاتر ہو کر امت کے اجتماعی مفاد کو ترجیح دیتے تھے۔ ان کی شہادت بلاشبہ پوری ملت اسلامیہ کا نقصان ہے۔ وہ نہ مشتعل مزاج تھے اور نہ انتہا پسند۔ وہ تمام مکاتب فکر کی متفقہ تعبیر کے مطابق ملک میں نفاذ شریعت کے خواہاں تھے۔ ملی مجلس شرعی ان کے بنائے ہوئے راستے کی روشنی میں اپنا سفر آگے بڑھائے گی۔

جماعت الدعوۃ کے شیخ یعقوب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر نعیمی حلیم الطبع انسان تھے۔ ان کی طبیعت میں سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ان کی شہادت میں انڈین خفیہ ایجنسی "را" ملوث ہے اور یہ مختلف مسالک کو آپس میں لڑانے کی سازش کا حصہ ہے، تاکہ پنجاب بھی اس آگ کی لپیٹ میں آجائے جو سوات اور مالاکنڈ میں لگائی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت دینی شخصیات، مدارس اور معروف مساجد کے تحفظ کے لیے سکیورٹی فراہم کرے۔

سیکرٹری شعبہ تعلقات عامہ جامعہ اشرفیہ مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی نے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے اتحادامت مسلمہ کے لیے ملی مجلس شرعی قائم کی تھی۔ وہ ہر ملکی، ملی اور دینی مسئلے کے حل کے لیے صف اول کے قائدین میں کھڑے نظر آتے تھے۔ یہ ان کی مقبولیت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ان کی شہادت کو ہر مسلک اور ہر طبقہ کے افراد نے اپنا دکھ سمجھا۔ اللہ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی اتحادامت کی علامت تھے۔ ہمیں اپنے دشمن کو پہچاننا چاہیے۔ مسلمانوں میں تفریق ڈالنے والا سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔ ملی مجلس شرعی مسلمانوں کے تمام گروہوں کو متحد کر کے ایک شناخت برقرار رکھنے کے لیے قائم ہوئی۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے فرزند مولانا محمد راغب نعیمی نے اپنے خطاب میں کہا کہ والد محترم ڈاکٹر سرفراز نعیمی طالبان افغانستان کے حامی تھے، البتہ پاکستان میں طالبان کی آڑ میں دشمن جو سازشیں کر رہا ہے وہ اُسے بخوبی سمجھتے تھے۔ انہوں نے علمی اختلاف کو کبھی ذاتی اختلاف نہیں بننے دیا۔ وہ حق بات ببانگ دہل بیان کرتے اور اتحاد بین المسلمین کے حوالے سے ہر پروگرام میں شرکت کرتے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے لیے ہمیں متحد دیکھنا چاہتے تھے۔ ہم اُن کے مشن کو جاری رکھیں گے۔ آخر میں مولانا راغب نعیمی نے مرحوم کے بلندیٔ درجات اور ملک وملت کی سلامتی کے لیے اجتماعی دعا کروائی اور اس پر تعزیتی ریفرنس کا اختتام ہوا۔

تنظیمی اطلاعات

حلقہ پنجاب جنوبی میں ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی کا بطور امیر تقرر

امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4رجون 2009ء میں مشورہ کے بعد ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی صاحب کو مستقل طور پر حلقہ پنجاب جنوبی کا امیر مقرر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

حلقہ پنجاب جنوبی میں جام عابد حسین ملتان شہر، سید اظہر عاصم ملتان شمالی کے امیر اور محمود الٰہی حلقہ کے ناظم مالیات مقرر

امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 11رجون 2009ء میں مشورہ کے بعد حلقہ پنجاب جنوبی میں مقامی امراء اور ناظم مالیات کے تقرر کے حوالے سے درج ذیل فیصلے فرمائے۔

(1) ملتان شہر کے امیر: جناب جام عابد حسین
(2) ملتان شمالی کے امیر: جناب سید اظہر عاصم
(3) حلقہ کے ناظم مالیات: جناب محمود الٰہی

اندلس کے مجاہد اعظم کی پکار

جو کل کی ملت اسلامیہ اندلس کی طرح آج مسلمانان پاکستان کو جھنجوڑ رہی ہے

ہے کوئی جو اس پکار پر کان دھرے؟

محبوب الحق عاجز

یہ قہر زدہ اندلس کے آخری ایام کا تذکرہ ہے۔

25 نومبر 1491ء کو جب ملت اسلامیہ اندلس سے غداری کا ارتکاب کرتے ہوئے ابو عبداللہ باب دل نے عیسائی حکمران فرڈی ننڈ سے سقوط غرناطہ کے معاہدہ پر دستخط کیے تو اس پر بعض دوسرے لوگوں کی طرح عظیم مجاہد حامد بن زہرہ نے بھی صدائے احتجاج بلند کی۔ وہ پہلے تو مسلم ممالک کو گئے، تاکہ اندلس کے دفاع کے لئے اُن کی حمایت حاصل کر سکیں مگر جب وہاں ان کی کوئی شنوائی نہ ہوئی، تو وہاں سے مایوس واپس آ کر اہل اندلس کے سامنے ایک پر سوز اور دردناک خطاب کیا۔ یہ خطاب اندلس کے آخری ایام کی بہترین نقشہ کشی کرتا ہے۔ اُس میں جہاں اہل اندلس کو صلیبیوں کے خلاف مزاحمت اور جہاد کا راستہ اپنانے کی تلقین کی گئی اور اُسے اُن کی بقا کا ذریعہ قرار دیا گیا، وہاں یہ بھی تنبیہ کی گئی کہ اگر انہوں نے غفلت اور کوتاہی کی روش اختیار کی تو اُس کا خمیازہ اُن کی آئندہ نسلوں کو بھی بھگتنا پڑے گا۔ اُن کے اپنے الفاظ میں "تم صرف زندہ رہنے کے لئے دشمن کی غلامی اختیار کرنے پر آمادہ ہو لیکن تمہارے بیٹے اور پوتے غلامی کی زنجیروں کو اپنے ہاتھوں کا زیور سمجھنے کے بعد بھی اپنے آقاؤں سے زندہ رہنے کا حق نہیں منوا سکیں گے۔ مجھے صرف یہ اندیشہ نہیں کہ تمہیں ایک بدترین غلامی اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے گا بلکہ میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں اپنی روح اور بدن کی ساری آزادیوں سے دست بردار ہونے کے بعد بھی زندہ رہنے کا حقدار نہیں سمجھا جائے گا۔" حامد بن زہرہ نے اپنی اس تقریر میں جن خطرات کی نشاندہی کی اور جن اندیشوں کا اظہار کیا تھا، وقت نے وہ سب کے سب سچ ثابت کر دیے۔ آج ہم اہل پاکستان جن حالات سے دوچار ہیں، اِس کے اسباب بھی بہت حد تک وہی ہیں، جن کی نشاندہی اس تقریر میں کی گئی ہے، اور اِس کا علاج بھی وہی ہے جو اِس میں تجویز کیا گیا ہے۔ یعنی آزادی کے تحفظ اور بقا کے لئے بزدلی اور مداہنت کی روش ترک کر کے مزاحمت اور جہاد کا راستہ اپنایا جائے۔ یہ تقریر آج ہم اہل پاکستان کے لئے نہایت سبق آموز ہے۔ قارئین آپ بھی اِسے پڑھیے، مگر چشم ظاہر سے نہیں دل کی آنکھوں سے اور عبرت آموزی کے خیال سے!

اللہ تعالٰی کی حمد وثناء کے بعد حامد بن زہرہ نے کہا:

فرزندان اسلام! اگر تمہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے یا اس قبرستان کا سناٹا توڑنے کے لئے میری چیخوں کی ضرورت ہے تو میں یہ آخری فریضہ ادا کرنے کی پوری پوری کوشش کروں گا۔ تمہاری آزادی کے بجھتے ہوئے چراغ کو آج خون کی ضرورت ہے لیکن ایک بوڑھا اور کمزور آدمی تمہیں آنسوؤں کے سوا کچھ نہیں دے سکتا اور ایک تنہا فرد کے آنسو ایک قوم کے اجتماعی گناہوں کا کفارہ نہیں ہو سکتے اس دنیا میں کئی سیاسی غلطیوں کی تلافی ممکن ہے۔ ہاری ہوئی جنگیں دوبارہ لڑی جا سکتی ہیں اور جیتی جا سکتی ہیں۔ شکستہ قلعے دوبارہ تعمیر ہو سکتے ہیں۔ تاریک راتوں میں بھٹکے ہوئے قافلے صبح کی روشنی میں اپنا راستہ تلاش کر سکتے ہیں لیکن ایک اجتماعی گناہ ایسا بھی ہے جس کے لئے کوئی کفارہ کافی نہیں ہوتا اور بھٹکے ہوئے قافلوں کے لئے ایک رات ایسی بھی آتی ہے جس کے لئے کوئی صبح نہیں ہوتی۔

اہل غرناطہ! میں تمہیں اس آخری گناہ سے روکنا چاہتا ہوں۔ جس کے بعد قوموں کے لئے رحم اور بخشش کے دروازے بند ہو جاتے ہیں میں تمہیں اس تاریک رات کی ہولناکیوں سے خبردار کرنا چاہتا ہوں جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ ایک قوم کا آخری گناہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ظلم کے خلاف لڑنے کے حق سے دستبردار ہو جائے۔ اور بدقسمتی سے تمہارے حکمران (سپین کے بادشاہ وغیرہ) اس گناہ کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ انہوں نے تم پر اللہ کی رحمت کے سارے دروازے بند کر دیے ہیں۔ انہوں نے مستقبل کی تمام امیدوں کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ انہوں نے وہ ذہنی اور اخلاقی حصار توڑ دیے ہیں جو مظلوم اور بے بس انسانوں کے لئے آخری جائے پناہ کا کام دیتے ہیں۔

اگر اس گناہ کی سزا تمہاری موجودہ نسل تک محدود رہ سکتی تو مجھے اس قدر اضطراب نہ ہوتا لیکن تمہارے حکمرانوں نے وہ سارے چراغ بجھا دیے ہیں جو تمہاری آئندہ نسلوں کو سلامتی کا راستہ دکھا سکتے ہیں۔

یاد رکھو! جب وہ غرناطہ (سپین کا دارالخلافہ) کا مستقبل، تمہاری آزادی اور بقا دشمنوں کو سونپ دیں گے تو تمہاری آلام و مصائب کی نہ ختم ہونے والی رات شروع ہو جائے گی اور میری روح اس رات کے اندھیروں کے تصور سے کانپ اٹھتی ہے۔

دوستو! مجھے اس معاہدے پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں جسے تم مستقبل کے امن اور خوشحالی کی ضمانت سمجھتے ہو۔ یہ اس عفریت کے چہرے کا حسین نقاب ہے جس کے خون آشام ہاتھ تمہاری شہ رگ تک پہنچ چکے ہیں۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم بھیڑیں بن کر بھیڑیوں کی ہمسائیگی اور سرپرستی میں زندہ رہ سکو گے یا زندہ رہ سکتے ہو تو مجھے تم سے ہمکلام ہونے کی ضرورت نہیں لیکن اگر انسانیت کے ماضی سے کوئی سبق سیکھ سکو تو میں بار بار یہ کہوں گا کہ تم اس جہنم کے دروازے پر دستک دے رہے ہو جو گمراہی اور ذلت کے راستے کی آخری منزل ہے۔ مجھے صرف اس بات کا اندیشہ نہیں کہ تم اس جہنم کی آگ میں بھسم ہو جاؤ گے بلکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری آئندہ نسلیں بھی برسوں اور شائد صدیوں تک اس جہنم کا ایندھن بنتی رہیں گی۔

تم صرف زندہ رہنے کے لئے دشمن کی غلامی اختیار کرنے پر آمادہ ہو لیکن تمہارے بیٹے اور پوتے غلامی کی زنجیروں کو اپنے ہاتھوں کا زیور سمجھنے کے بعد بھی اپنے آقاؤں سے زندہ رہنے کا حق نہیں منوا سکیں گے مجھے صرف یہ اندیشہ نہیں کہ تمہیں ایک بدترین غلامی اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے گا بلکہ میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں اپنی روح اور بدن کی ساری آزادیوں سے دست بردار ہونے کے بعد بھی زندہ رہنے کا حقدار نہیں سمجھا جائے گا۔

تم قسطلہ اور ارغون کے سپاہیوں کی وحشت اور بربریت دیکھ چکے ہو لیکن ابھی تم نے کلیسا کے پادریوں کی سفاکی نہیں دیکھی۔ تم نے محکمہ احتساب کے وہ اذیت خانے

نہیں دیکھے جہاں آہنی شکنجوں میں جکڑے ہوئے انسان ناکردہ گناہوں کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ تم نے آگ کی چتا میں بھسم ہونے والوں کی چیخیں نہیں سنیں لیکن میں یہ سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔

چھوٹ جائیں گے۔ لیکن جب دشمن تمہارے اس آخری حصار پر بھی قبضہ کرلے گا تو اندلس کے طول وعرض میں ان لاکھوں انسانوں کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔

تمہیں اس بات سے خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ

ایک قوم کا آخری گناہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ظلم کے خلاف لڑنے کے حق سے دستبردار ہوجائے، اور بدقسمتی سے تمہارے حکمران اس گناہ کے مرتکب ہوچکے ہیں

وہ امن کی تلاش میں قبرستان کے دروازے پر دستک دے رہے ہیں۔ ان کی جنگ اپنے اقتدار کے لئے تھی۔ ابوعبداللہ اپنے دل کو یہ فریب دے سکتا ہے کہ اسے اپنی غداری کی قیمت مل جائے گی۔ اس کے وزیر اور عمال بھی اس خودفریبی میں مبتلا ہوسکتے ہیں کہ آقاؤں کی تبدیلی ان کے مستقبل پر اثرانداز نہیں ہوگی اور وہ ابوعبداللہ کے بعد فرڈی نینڈ (عیسائی کمانڈر) کے خادم بن کر اپنی جان و مال کا تحفظ کرسکیں گے اور شاید بعض مفتیان دین بھی جنہوں نے دین کے احکام کو اپنے بدطینت اور نااہل حکمرانوں کی خواہشات کے سانچوں میں ڈھالنا اپنا شیوہ بنالیا ہے یہی سوچتے ہوں کہ زمانے کے نئے حالات احکام ربانی کی نئی تعبیروں کے متقاضی ہیں۔ اب وہ ابوعبداللہ کی بجائے فرڈی نینڈ کی قبا کو بوسے دے کر اپنے حالات کو سازگار بنا سکیں گے۔ لیکن تمہاری جنگ اپنی آزادی اور بقا کی جنگ ہے۔ یہ وہ انسانی ذمہ داری ہے، جس سے فرار کا ہر راستہ مکمل ہلاکت پر ختم ہوجاتا ہے۔

اگر تم انسانیت کے بلند مقاصد سے منہ پھیر لو، اگر تم اسلام سے منحرف ہوجاؤ تو صرف حیوانوں کی طرح زندہ رہنے کے لئے بھی تمہیں ان درندوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا جو تمہارا خون پیتے، تمہارا گوشت نوچتے اور تمہاری ہڈیاں چبانے سے پہلے یہ اطمینان چاہتے ہیں کہ تم مکمل طور پر ان کے نرغے میں آچکے ہو اور تمہارے اندر اپنی مدافعت کے لئے وہ حیوانی شعور بھی باقی نہیں رہا جو کمزور بکریوں کو بھی سینگ مارنے پر مجبور کردیتا ہے۔

غرناطہ اسلامیان اندلس کا آخری حصار ہے۔ یہاں مجبور ومقہور انسانوں کے لئے بھی آخری سہارا ہے جو قرطبہ، بلنسیہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور شمال کے دوسرے علاقوں میں صرف اس امید پر زندہ ہیں کہ یہاں سے کوئی مرد مجاہد نمودار ہوگا اور اس کے عزم ویقین کی روشنی سے غلامی کے اندھیرے

معاہدے کی شرائط بہت نرم ہیں اور آزادی کا سودا کرنے کے بعد تم اپنے عالی شان مکانات، اپنی دولت، اپنے باغات اور اپنے کھیت بچا سکو گے۔ یاد رکھو! جب دشمن کو یہ اطمینان ہوجائے گا کہ تمہاری طاقت وتوانائی کے تمام سوتے خشک ہوچکے ہیں، تمہاری روح کسی ظلم کے خلاف بغاوت نہیں کر سکتی تو اس عفریت کو اپنا خونخوار چہرہ مکر و ریا کے لبادوں میں چھپانے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ پھر تم وحشت و بربریت کا وہ سیلاب دیکھو گے جو روئے زمین کی کسی قوم نے آج تک نہیں دیکھا۔ اس معاہدے کے خوبصورت الفاظ کے معنی بدل جائیں گے۔ اس وقت تم یہ محسوس کرو گے کہ ظلم و وحشت کی آگ کے انگاروں کو امن کے پھول سمجھ کر تم نے اپنی جھولیاں بھرلی تھیں

مجھے صرف یہی خدشہ نہیں کہ تمہاری درسگاہیں بند کر دی جائیں گی، تمہارے کتب خانے جلا دیئے جائیں گے اور تمہاری مساجد گرجوں میں تبدیل ہوجائیں گی، بلکہ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں ہلاکت اور تباہی کی راستے کی ہر نئی منزل پچھلی منزل سے بہت زیادہ تاریک نظر آئے گی۔

پھر مستقبل کے مؤرخ تمہارے اجڑے ہوئے شہروں کے کھنڈرات دیکھ کر یہ کہا کریں گے یہ ویرانے اس بدنصیب قوم کی یادگار ہیں جس نے آسمانوں کی بلندیوں سے ہمکنار ہونے کے بعد ذلت اور پستی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ یہ اس قافلے کی آخری منزل ہے جس کے راہنماؤں نے اپنی آنکھوں پر پٹیاں باندھ لی تھیں۔ یہ اس قوم کا قبرستان ہے جس نے اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ لیا تھا۔

دوستو! متارکہ جنگ کے معاہدے کی جو شرائط مجھے معلوم ہوئیں ہیں ان کے مطابق ہتھیار ڈال دینے یا دوبارہ جنگ شروع کرنے کا فیصلہ کرنے کے لئے ستر دن کی مہلت دی گئی تھی، لیکن یہ ایک فریب تھا۔ جن غداروں نے اپنا مستقبل فرڈی نینڈ کے ساتھ وابستہ کرلیا تھا وہ اسے یہ اطمینان دلا چکے تھے کہ وہ ستر دن کی مہلت ختم ہونے سے پہلے ہی ایسے حالات پیدا کردیں گے کہ تمہارے دلوں میں لڑنے کا حوصلہ باقی نہیں رہے گا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس وقت قوم کے غدار (سپین کے حکمران اور وزراء) الحمراء میں جمع ہیں۔ ان سے یہ بعید نہیں کہ وہ اچانک دشمن کے لئے شہر کا دروازہ کھول دیں اور تمہیں یہ معلوم ہو کہ تم غلام بنادیئے گئے ہو اس لئے تمہیں ایک لمحہ کے لئے بھی ان کی سازشوں سے غافل نہیں ہونا چاہیئے میں نے آپ کو مستقبل کے خطرات سے آگاہ کرلیا ہے۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ جہاد کا راستہ اپناتے ہو یا غلامی اور بے غیرتی کا

حامد بن زہرہ کا خطاب یہاں ختم ہوتا ہے۔ یہ خطاب ہم اہل پاکستان کی خصوصی توجہ کا حقدار ہے۔ ہے کوئی جو اس پر غور کرے، اور اس کی روشنی میں تحفظ آزادی کے لئے جراتمندانہ پالیسیاں اپنانے کا فیصلہ کرے۔

بقیہ: قوم کب جاگے گی؟

جانب دیکھ رہے تھے۔

ہم پوچھتے ہیں کیا ہم دشمن کے ایجنڈے کو سرعت کے ساتھ آگے نہیں بڑھا رہے؟ ہمارے غیر ملکی آقاؤں کو لال مسجد کی طرح سوات کے عوام کو شریعت کا مطالبہ کرنے کی سزا دے کر کتنی خوشی حاصل ہوئی ہوگی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ ہمارے حکمرانوں کو ڈالروں کی وصولی پر کتنی مسرت واطمینان حاصل ہوا ہوگا۔ حکمران جواب دیں کہ کیا ہر فوجی آپریشن کے بعد عسکریت پسند کسی اور جگہ منتقل نہیں ہوجاتے؟ جبکہ عوام بے گھر، شہر کھنڈر اور سینکڑوں لوگ ناحق قتل ہوجاتے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ سوات آپریشن کے نتائج کون بھگتے گا؟ ہمارے حکمران کب اپنی آنکھوں سے دیکھنے، اپنے کانوں سے سننے اور اپنے دماغ سے سوچنے کا فیصلہ کریں گے اور کب کھل کر امریکہ کی مذمت کریں گے؟ ہماری قوم اپنی بقا اور اپنی سالمیت کے لئے کب ہوش میں آئے گی؟ یہ آپریشن اور یہ ڈرون حملے آج اگر قبائلی علاقوں پر ہو رہے ہیں تو کل یہ حملے لاہور، کراچی، فیصل آباد اور راولپنڈی میں بھی ہوسکتے ہیں۔ کیا یہ قوم اُس وقت جاگے گی؟ ہماری قوم کو اب جاگنا چاہیئے۔ ہمیں اپنے گناہوں پر نادم ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت سے مدد طلب کرنی چاہیئے اور اہل حق کی نصرت وکامیابی کے لئے خاص الخاص دعائیں مانگنی چاہئیں۔

پھر اس کی مدد کو اُترتا دیکھئے۔

باراک اوباما اور حملہ آور مکھی

اللہ تعالیٰ کے سامنے سپر پاور کی حیثیت مکھی سے زیادہ نہیں!

محمد سمیع

سورۃ الحج کے آخری رکوع میں مشرکین کے حوالے سے ایک بلیغ تمثیل بیان کی گئی ہے۔ فرمایا "لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے، اسے غور سے سنو۔ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے، اگرچہ اس کے لئے سب مجتمع ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ چاہنے والے اور جنھیں چاہا جاتا ہے دونوں کتنے کمزور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان لوگوں نے قدر جیسی کرنی چاہیے تھی نہیں کی۔ کچھ شک نہیں اللہ زبردست (اور) غالب ہے۔"

اس ارشاد ربانی کے ذہن میں آنے کی وجہ وہ خبر بنی کہ دنیا کی نام نہاد سپر پاور کے صدر، جو جہاں پناہ عالم سمجھے جانے لگے ہیں، ایک موقع پر جبکہ ایک مکھی انہیں تنگ کر رہی تھی، تنگ آ کر اسے مار ہی بیٹھے۔ خیر گزری کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نمرود بننے سے بچا لیا، جس کے دماغ میں ایک مچھر گھس گیا تھا، جس نے اُسے اس قدر اذیت میں مبتلا کر رکھا تھا کہ جب تک اس کے سر پر جوتے نہ مارے جاتے، نمرود کو قرار نہ آتا تھا۔ اسی حالت میں وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کیوں کیا تھا۔ اس لئے کہ اللہ ہی کی عطا کردہ قوت و شوکت نے اس کا دماغ اس قدر خراب کر دیا تھا کہ وہ خود خدائی کا دعویٰ کرنے لگا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنی خدائی میں کسی اور کی شرکت کب برداشت کر سکتا تھا۔ اس نے تو سورۃ النساء میں دو مقامات پر واضح طور پر اعلان کر دیا ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس کے اور جتنے چاہے گناہ بخش دے گا لیکن مشرکین کو تو ہرگز معاف نہیں فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو صدر امریکہ کو بھی اس مکھی کے ذریعے اپنے آخری انجام کو پہنچا سکتا تھا، لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ انہیں ابھی اور مہلت دینا چاہتا ہے۔ ظالم جتنا زیادہ ظلم کرتا چلا جاتا ہے، اللہ کی رسی اتنی ہی دراز ہوتی چلی جاتی ہے، تا کہ وہ اپنے اس ظلم میں اس حد تک پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رسی کھینچ کر اسے عبرت کا نشان بنا دے، جیسا کہ اس نے نمرود، فرعون اور ان جیسے دیگر سرکشوں کو اپنے عبرتناک انجام تک پہنچایا۔ اگر ان لوگوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ اپنی رسی ایک خاص حد تک دراز نہ کرتا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اس کے بندوں پر اپنی خدائی کا سکہ جمانے کی کوشش کرتے۔

ایک اور رخ سے اگر ہم اس فرمان ربانی پر غور کریں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ امریکہ جس طرح کمزور اقوام عالم پر اس مکھی کی طرح جھپٹتا چلا آ رہا ہے اور ان پر اپنی ستم رانیاں جاری رکھے ہوئے ہے، اللہ تعالیٰ اس مکھی کی طرح جو صدر امریکہ پر حملہ آور ہو رہی تھی اور جس کی وجہ سے تنگ آ کر انہوں نے اس مکھی کو مار دیا، عین ممکن ہے امریکہ کی قوت کا اسی طرح کسی کمزور قوم کے ذریعہ خاتمہ فرما دے۔ پچھلی صدی تک کون یہ سوچ سکتا تھا کہ سوویت یونین جیسی سپر پاور کو اللہ تعالیٰ افغان جیسی کمزور قوم کے ذریعہ صفحۂ ہستی سے مٹا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے لیکن افسوس کہ وہ مسلم حکمران جو آج امریکہ کی خوشنودی کے لئے ہر ممکن اقدام کر رہے ہیں اور جس کے نتائج ان کی اقوام اور مملکتوں کو بھگتنا پڑ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی اس قدرت مطلقہ کو اس حد تک فراموش کر بیٹھے ہیں کہ وہ امریکہ ہی کو نعوذ باللہ زبردست اور غالب قوت سمجھنے لگے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ کتنے کمزور ہیں چاہنے والے بھی اور جن کو چاہا جاتا ہے وہ بھی۔ امریکہ سے مسلم حکمرانوں کا امیدیں باندھنا ایسا ہی ہے جیسے

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

کہ یہ حکمران اللہ تعالیٰ کی اس طرح قدر نہیں کرتے جس طرح اس کی قدر کی جانی چاہیے۔ اسی لئے مسلمانوں کو رسوائی کا سامنا ہے۔ اللہ نے سورۃ آل عمران میں ہمیں متنبہ کر دیا ہے کہ اگر اللہ تمہاری مدد کرنا چاہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اگر وہ تمہیں تنہا چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارا کلام ربانی پر ایمان کمزور پڑ چکا ہے اور کیوں نہ ہو، جب کہ ہمارے صاحبان اقتدار میں وہ بھی ہیں جنہوں نے ایک موقع پر قرآن حکیم کو چالیس پاروں پر مشتمل قرار دے دیا تھا، انہوں نے قرآن کریم سے اپنا تعلق ختم کر لیا ہے ورنہ مسلمانوں کا ایک بچہ بھی یہ جانتا ہے کہ قرآن کریم تیس پاروں پر مشتمل ہے۔ قرآن کریم سے مضبوط تعلق ہی سے اللہ تعالیٰ مسلم اقوام کو سرفرازی عطا فرماتا ہے۔ بقول شاعر

ہر دور میں جو چیز محافظ ہے ہماری
قرآن ہے، قرآن ہے، قرآن ہے، قرآن

قرآن کو چھوڑنے ہی کی بنا پر دنیا کی آٹھویں اور عالم اسلام کی پہلی ایٹمی قوت کو آج ذلت وخواری کا سامنا ہے۔ ایک کمزور سے کمزور شخص کو بھی تھپڑ لگائے جائیں تو اگر وہ جوابی تھپڑ نہیں مار سکتا تو کم از کم اتنا تو کہتا ہے کہ اس بار مارا ہے، اگلی بار مارا تو بتاؤں گا۔ لیکن امریکہ آئے روز ہم پر ڈرون حملے کرتا ہے اور ہم اس پر یہ کہتے ہیں کہ ڈرون حملوں کے مثبت نتائج نکلے ہیں۔ ہم کسی کو غدار نہیں کہتے لیکن قارئین آپ ہی یہ بتائیں کہ یہ انداز فکر اپنانے والوں کو کیا نام دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ پر ہمارے ایمان کو مضبوطی سے جما دے۔ (آمین)

ضرورت رشتہ

☆ رندھاوا فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم ایف اے، الہدیٰ سے کورس اور وہیں پر پڑھا رہی ہے، کے لئے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ اور برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0334-6225530

☆ ہاشمی قریشی لڑکی، عمر 28 سال، تعلیم ایم اے انگلش (ELT) کے لیے نیک سیرت، تعلیم یافتہ، پروفیشنل ڈگری ہولڈر لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4292766

☆ لاہور میں رہائش پذیر، راجپوت بھٹی فیملی کی صوم وصلوٰۃ کی پابند دوشیزہ، عمر 24 سال، تعلیم ایم اے کے لئے دیندار گھرانے سے تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 042-6370112

دہشت گردی کے خلاف جنگ، جیت کس کی ہوگی؟

سلیم صافی

"کالم آف دی ویک" کے طور پر شائع کیا جانے والا زیرِنظر مضمون خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے کہ اس میں پیش کردہ خیالات ایک صحافی کی طرف سے سامنے آئے ہیں، جو طالبان، طالبانائزیشن کے مخالفت میں معروف ہیں اور جنہوں نے حالیہ فوجی آپریشن کی بھی کھل کر حمایت کی ہے۔ (ادارہ)

شریعت کا نام طالبان بھی لیتے ہیں، جماعت اسلامی کا بھی یہی نعرہ ہے اور تبلیغی جماعت کا بھی یہی مقصد ہے لیکن کیا یہ تینوں ایک ہیں؟ ہرگز نہیں۔ تینوں کے پس منظر اور طریق کار میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسی طرح سیاسی حل کی بات مولانا فضل الرحمان بھی کر رہے ہیں، جماعت اسلامی بھی، دائیں بازو کے دانشور بھی جبکہ یہ طالب علم بھی، لیکن مطلب یہ ہرگز نہیں کہ میں ان کا ہمنوا ہوں۔ عسکریت پسندی سے متعلق جو اپروچ ان کی رہی ہے اور جو اس طالب علم کی ہے، اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ سیاسی عمل اور مذاکرات کا میرا مطالبہ امریکہ اور مشرف مخالف جذبات کو کیش کرنے کی کوشش میں لامحالہ طالبانائزیشن کو تقویت پہنچانے کے مرتکب دینی سیاسی رہنماؤں اور دانشوروں کے مطالبات سے یکسر مختلف ہے۔ مذاکرات اگر اس طرح ہوں جس طرح ماضی میں کئے گئے تو بھی تباہی کا موجب بنیں گے اور طاقت کا استعمال اگر اس طرح کیا جائے جس طرح ماضی میں کیا گیا تو بھی مسئلے کو حل کرنے کی بجائے بڑھانے کا باعث بنے گا۔ میرے نزدیک طاقت کا استعمال ہو تو اتمام حجت کے بعد حکمت اور دانائی کے ساتھ کیا جائے، مذاکرات ہوں تو پردے کے پیچھے چھپے اصل فریقوں سے کئے جائیں اور سیاسی عمل ہو تو وہ جامعیت کے ساتھ ہمہ پہلو اور جامع ہونا چاہیے۔

ایک قبائلی پختون ہونے کے ناطے میں میرا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو عسکریت پسندی کے عفریت سے سب سے زیادہ اور براہِ راست متاثر ہوئے ہیں۔ اسلام اور پاکستان کے لئے اس عفریت کے تباہ کن نتائج میری نظروں سے پوشیدہ نہیں۔ میرے عزیز و اقارب، ہم قبیلہ اور ہم زبان لوگ اس سے براہِ راست متاثر ہوئے۔ افغانستان اور پاکستان میں میرے کئی دوست اس آگ کی نذر ہوئے۔ دنیا میں گھوم پھر کر میں اپنی نظروں سے دیکھ چکا ہوں کہ اس صورت حال کی وجہ سے مسلمان، پاکستانی اور پختون کا امیج کس بری طرح مجروح ہو گیا ہے۔ عسکریت پسندوں کی نیتوں پر مجھے شک نہیں، ہو سکتا ہے وہ پورے اخلاص کے ساتھ سب کچھ کر رہے ہوں۔ بلاشبہ ان کی صفوں میں اب طرح طرح کے عناصر گھس آئے ہیں لیکن بحیثیت مجموعی وہ لوگ تشدد کے اس راستے کو ہی راہِ نجات سمجھتے ہیں۔ میں اختلاف کے باوجود ان کے قربانی کے جذبے کی قدر کرتا ہوں لیکن میرے نزدیک جہاں قربانی کا ان کا جذبہ قابلِ رشک ہے وہاں میں ہمہ وقت ان کی عقل و دانش پر ماتم کناں بھی رہتا ہوں۔ آپریشن کے حامی سیاسی لیڈران اور دانشور تو اب بیدار ہو رہے ہیں لیکن یہ طالب علم سالوں سے اس مسئلے کو نہ صرف پاکستان کا نمبرون مسئلہ قرار دے رہا ہے بلکہ یہ دہائی بھی دیتا رہا ہے کہ اگر اس مسئلے کا حل نہ نکالا گیا تو پاکستان کو روانڈا بننے سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اب بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کا حل نہ نکالا گیا تو یہاں پھر نہ جرنیل کا بس چلے گا، نہ زرداری اور نواز شریف کی حکمرانی کے لئے جگہ ہوگی اور نہ سید منور حسن اور مولانا فضل الرحمٰن کی سیاست کے لئے۔ یہاں انارکی ہوگی، تباہی ہوگی، خون بہے گا، بم پھٹیں گے اور بس۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس طرح کے طاقت کے استعمال سے کیا یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے؟ افسوس کہ میرے نزدیک اس سوال کا جواب نفی میں ہے۔ سوات ہو یا وزیرستان یہ جڑ ہیں، کُل نہیں۔ جب تک کُل کو ہینڈل نہیں کیا جائے گا، جڑ کے ساتھ مذاکرات کا فائدہ نکلے گا اور نہ اس کے خلاف طاقت کے استعمال کا۔ جبکہ یہاں تو طاقت بھی غیر مناسب طریقے سے استعمال ہو رہی ہے۔ میرے نزدیک وزیرستان اور سوات شاخیں ہیں، جڑ نہیں۔ جڑ پاکستان، امریکہ، افغانستان اور ہندوستان کے تعلقات ہیں اور اگر کسی کو حل درکار ہے تو آغاز وہیں سے کریں۔

جو کچھ ہو رہا ہے، میں نہ صرف یہ کہ اس مسئلے کا حل نہیں سمجھتا بلکہ موجودہ صورت حال میں تو مجھے عسکریت پسندوں کی جیت ہی یقینی نظر آتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عسکریت پسندوں کے اہداف واضح ہیں۔ ان کے دشمن متعین ہیں۔ ان کے مختلف پس منظر کے عناصر ایک دوسرے کو دل و جان سے سپورٹ کر رہے ہیں۔ یہ عسکریت پسند بنیادی طور پر تین عناصر کا مجموعہ ہیں۔ القاعدہ، افغان طالبان، پاکستانی طالبان۔ سب کا پس منظر الگ الگ ہے لیکن امریکہ دشمنی پر سب یکسو ہیں۔ پاکستان، افغانستان اور امریکہ کے دیگر اتحادیوں کے خلاف جنگ پر سب متفق اور مطمئن ہیں۔ طاقت کے بل بوتے پر شریعت کا نفاذ سب کا نعرہ ہے اور تشدد کے ذریعے دشمنوں کو تنگ کرنا، سب کی حکمت عملی ہے۔ ان کے اس عمل کے پیچھے مذہبی جذبہ بھی کارفرما ہے اور مرنے کی صورت میں ہر ایک کو جنت میں جانے کا بھی یقین ہے۔ یوں وہاں یکسوئی بھی ہے، ہم آہنگی بھی اور ایک دوسرے کے لئے عزت و احترام بھی لیکن خطے میں ان کے خلاف مصروف عمل اتحاد میں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آتی ہے۔ عسکریت پسندوں کے خلاف خطے میں جو اتحاد برسرِپیکار ہے، وہ بھی بنیادی طور پر تین عناصر پر مشتمل ہے یعنی امریکہ بمع مغربی اتحادی، پاکستان اور افغانستان۔ ان تینوں کے درمیان کوئی ہم آہنگی نہیں۔ بظاہر تینوں ایک دوسرے کے دوست ہیں لیکن اندر سے تینوں کا رویہ دشمنوں والا ہے۔ پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کے اہم کرداروں کو یقین ہے کہ امریکہ کے عزائم ان کے بارے میں ٹھیک نہیں۔ وہ دنیا کے سامنے آ کر امریکہ کو دوست اور اتحادی کے نام سے پکارتے بھی ہیں لیکن خلوتوں میں ہم جیسوں کو یہ یقین دلاتے رہتے ہیں کہ بلوچستان میں فساد کی سرپرستی امریکہ کر رہا ہے۔ انہیں افغانستان میں ہندوستان کی سرگرمیوں سے تکلیف ہے لیکن انہیں یہ بھی یقین ہے کہ یہ سب کچھ امریکہ کے کہنے پر ہو رہا ہے۔ دوسری طرف امریکہ بھی اپنے فرنٹ لائن

اتحادی پاکستان کو شک کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ وہ ہندوستان کے ساتھ پاکستان کے تصفیہ طلب مسائل تو حل نہیں کروا رہا اور ہر طرف ہندوستان کی یوں سرپرستی کر رہا ہے جیسے کہ پاکستان کا دشمن نمبر ون کرسکتا ہے۔ عالمی میڈیا امریکہ اسٹیبلشمنٹ کے ایما پر پاکستان کو خرابی کی جڑ قرار دے کر اس کے اداروں کو بدنام کرنے میں لگا ہوا ہے۔ یوں ہر حوالے سے امریکہ کا عمل دوست کا نہیں بلکہ دشمن کا ہے۔ اسی طرح دوسرے جوڑے یعنی افغان حکومت اور پاکستان کے تعلقات بھی اتحادیوں یا دوستوں والے نہیں بلکہ حریفوں والے ہیں۔ خلوتوں میں پاکستانی حکام حامد کرزئی کو پاکستان دشمنوں کا سرخیل قرار دیتے ہیں تو دوسری طرف عام افغانی سے لے کر حامد کرزئی تک طورخم کے اس پار رہنے والا ہر فرد اپنی مصیبتوں کا ذمہ دار پاکستان کو قرار دے رہا ہے۔ پاکستانی حکام نجی محفلوں میں شواہد کے ساتھ کہتے رہتے ہیں کہ افغان حکومت پاکستان دشمنوں کو سپورٹ کر رہی ہے اور افغان حکومت کے عہدیدار ہمیں بتاتے رہتے ہیں کہ آج اگر پاکستان سنجیدہ ہو جائے تو کل افغانستان میں نہ القاعدہ ہوگا اور نہ کوئی طالب۔ کابل میں پاکستانی سفارت خانے کی اس طرح نگرانی کی جاتی ہے جس طرح کہ دہلی میں پاکستانی سفارت خانے کی جاتی ہے۔ میں جب کابل جاتا ہوں تو میرے افغان دوست مجھے پاکستانی سفارت خانے کے قریب چھوڑ کر واپس چلے جاتے ہیں اور وہاں جانے سے اس لئے گریز کرتے ہیں کہ ان کی حب الوطنی مشکوک نہ بن جائے۔ دوسری طرف ہم جیسے صحافی اسلام آباد میں کابل کے سفارت خانے جائیں تو ہمارے محافظین کا رویہ یوں نظر آتا ہے کہ جیسے ہم پاکستان کے بدترین دشمنوں کے ہاں سے ہو کر نکلے ہیں۔ ایک طرف ڈیورنڈ لائن سے روزانہ ہزاروں لوگ بغیر ویزے اور پاسپورٹ کے آتے جاتے ہیں لیکن اسلام آباد میں پاکستانیوں کے لئے افغان ویزے کا اور کابل میں افغانیوں کے لئے پاکستانی ویزے کا حصول جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ بڑی کوششوں کے بعد جو ویزہ ملتا ہے وہ بھی صرف ایک ماہ کے لئے سنگل انٹری کی شرط کے ساتھ ملتا ہے۔ اسی طرح تیسرے جوڑے یعنی افغان حکومت اور امریکہ کے باہمی تعلقات کا معاملہ بھی کم و بیش ایسا ہی ہے۔ افغان کابینہ کے ارکان تک نے مجھے بتایا ہے کہ امریکہ افغانستان میں امن نہیں چاہتا جب کہ دوسری طرف شک کی وجہ سے امریکی طالبان سے زیادہ افغان حکام کی نگرانی اور جاسوسی کرتے رہتے ہیں۔ (مزید تفصیل پھر کبھی)

اب جب ایک فریق (عسکریت پسندوں) کی صفوں میں یہ ہم آہنگی ہو، مقاصد اس قدر واضح اور متعین ہوں اور دوسرے فریق (امریکہ، پاکستان اور افغان حکومت) کے ہاں بدگمانیوں، مفادات کے ٹکراؤ اور رقابتوں کا یہ عالم ہو، تو آپ ہی اندازہ لگا لیجئے کہ اس جنگ میں جیت کس کی ہوگی؟ یہی وجہ ہے کہ اس جنگ میں تا حال عسکریت پسند جیت رہے ہیں اور مجھے مستقبل میں بھی ان کی جیت یقینی نظر آ رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ میں سوات اور وزیرستان جیسے آپریشنوں یا نام نہاد مذاکرات کے ڈراموں کی سپورٹ کی بجائے جامع اور ہمہ پہلو سیاسی حل کی طرف متوجہ کر رہا ہوں۔ میرے نزدیک حل کا آغاز یہاں سے ہونا چاہئے کہ پاکستان، امریکہ اور افغان حکومت کے ساتھ اپنے معاملات واضح کر دے۔ انہیں قائل کر دے کہ وہ دشمنوں کی بجائے دوستوں والا رویہ اپنائے اور جواب میں اپنی طرف سے بھی خلوص اور سنجیدگی کا مظاہرہ کرے، لیکن اگر وہ نہیں مانتے تو پھر ان کے اتحاد کو خدا حافظ کہہ دیا جائے۔ امریکہ طاقتور اور افغانستان مجبوری سہی لیکن اگر وہ دوست جیسا رویہ اپنانے کیلئے تیار نہیں تو پھر ترک تعلق کے سوا کیا راستہ رہ جاتا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ "جنگ")

قرآن میڈیا پلیئر

ایک DVD پر دستیاب یہ سافٹ ویئر دورہ ترجمہ قرآن کی نشستوں میں بیان کئے گئے ترجمہ قرآن اور مختصر تشریح کی آڈیو ریکارڈنگ پر مشتمل ہے جس میں بنیادی طور پر قرآنی آیت کے ساتھ صوتی ترجمہ اور تشریح کو منسلک کیا گیا ہے۔ یعنی اسکرین پر نظر آنے والی کسی بھی آیت پر ڈبل کلک کرنے سے آپ اس آیت کا ترجمہ اور تشریح مختلف مدرسین کی زبانی سن سکیں گے۔

مدرسین اور شائقین علوم قرآنی کے لیے خوشخبری

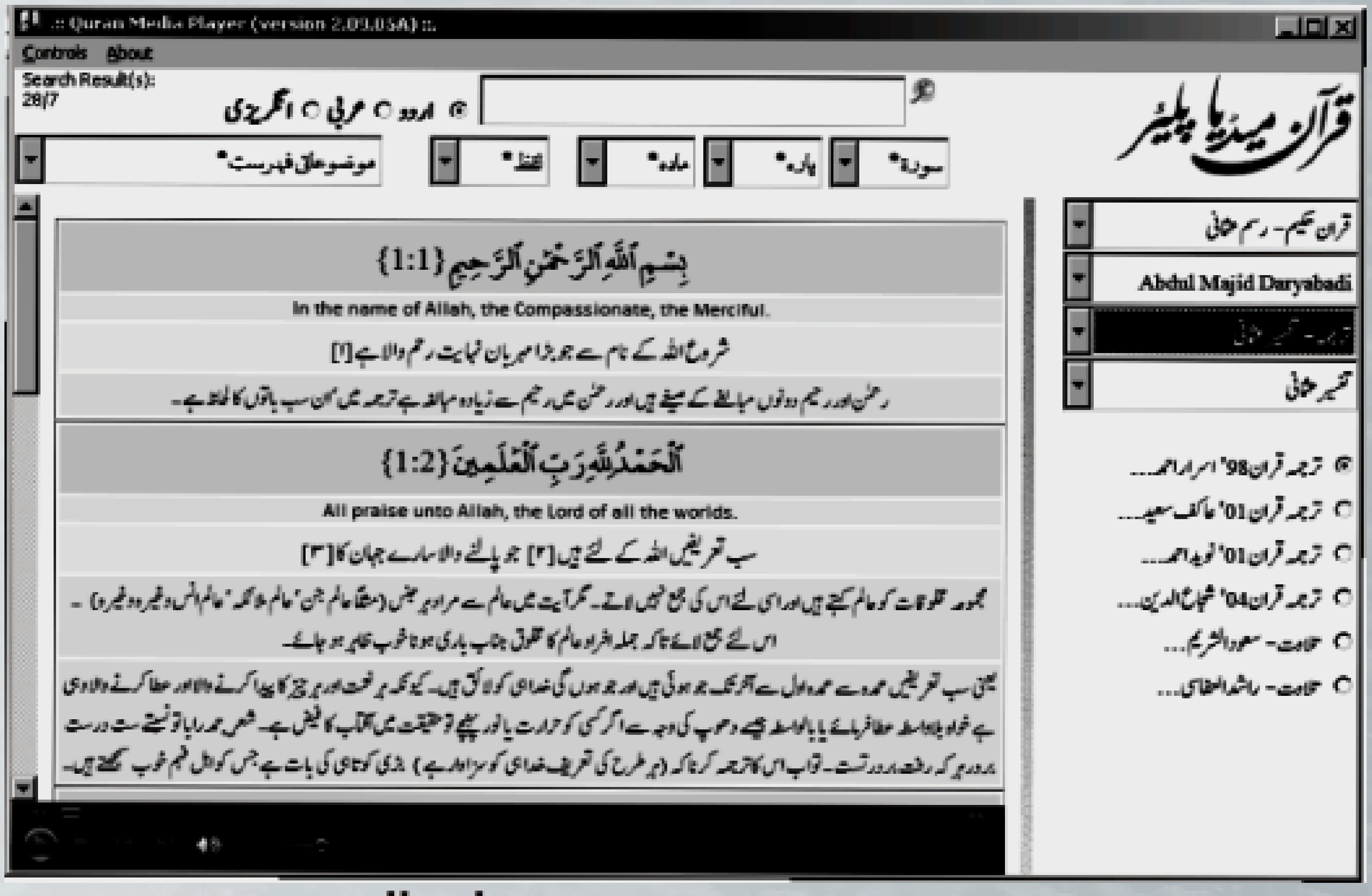

- خوبصورت قرآنی متن۔ انڈوپاک طرز کتابت
- سرچ آپشنز کے ساتھ اردو، انگریزی ترجمے اور تفسیر عثمانی
- متن قرآن حکیم میں تلاش کرنے کیلئے مختلف آپشنز کی سہولت (مادہ، لفظ اور موضوع)
- اس پروگرام میں فی الحال درج ذیل مدرسین کے صوتی تراجم شامل کئے گئے ہیں
  - ڈاکٹر اسرار احمد
  - حافظ عاکف سعید
  - انجینئر نوید احمد
  - شجاع الدین شیخ

www.quranmediaplayer.com
support@quranmediaplayer.com

تیار کردہ: شعبہ آئی ٹی، قرآن اکیڈمی کراچی

MULTICAL-1000

Calcium+Vitamin C & B12 + Folic Acid Sachet

BOOST CALCIUM

BEFORE, DURING & AFTER PREGNANCY

TASTY and TANGY

MULTICAL-1000

2 IN 1

CALCIUM

The growing fetus needs calcium for developing strong bones & teeth.

FOLIC ACID

Essential during pregnancy to prevent Neural Tubular Defect (NTD) in the developing fetus.

Calcium Supplement Guidelines

Recommended Calcium Intakes	milligrams per day
Pregnancy	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg
Lactation	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg

Source: Institute of Medicine, National Academy of Sciences 2002

Vitamin B12

- Promotes growth in children
- Needed for Calcium absorption

Composition:

Each sachet contains:

- Calcium lactate gluconate..........1000 mg
- Calcium carbonate..........327 mg
- Vitamin C..........500 mg
- Folic Acid..........1 mg
- Vitamin B12..........250 µg

Sweetened WITH ASPARTAME

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
www.nabiqasim.com
PHARMA
your Health our Devotion

M-1000/DM/U/04-08